﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیهِ مَن یشاء﴾☆(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محمودًا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۳۷

۱۸ر جمادی الاول ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۱ر تبوک ۱۳۷۷ ہجری شمسی

یہ سال خدا کے خاص فضلوں کا سال ہے

امسال ۹۳ ممالک کی ۲۲۳ قوموں کے ۵۰ لاکھ ۴ ہزار ۵۹۱ افراد احمدیت میں شامل ہوئے۔ ۲۵۶۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔

ہجرت کے چودہ سالوں میں (پاکستان کے علاوہ) ۱۰۹۲۹ جماعتوں اور ۶۱۱۲ مساجد کا اضافہ ہوچکا ہے۔

پانچ سالوں میں صرف فرنچ سپیکنگ ممالک میں بیعتوں کی تعداد ۵۶ لاکھ ۵۰ ہزار ۵۱۱ ہے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء کے دوسرے روز یکم اگست بروز ہفتہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطاب کا خلاصہ

(دوسری قسط)

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اسلام آباد، ٹلفورڈ (یکم اگست) : آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغ و تربیت اور خدمت خلق کے مختلف کاموں کی تفاصیل اور ان کے حیرت انگیز اثرات اور اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور نصرت و تائید کا نہایت ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

ایم ٹی اے کے اثرات و برکات : حضور انور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے نیک اثرات و برکات اور اس سلسلہ میں دلچسپ ایمان افروز واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ بیلجئم لکھتے ہیں کہ مراکش کے ایک نوجوان جو بیلجئم میں مقیم ہیں ایک دن مشن ہاؤس آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ ایم ٹی اے کے پروگرام لقاء مع العرب سے پہلے ہی شناسا ہیں۔ تقریباً دو ماہ وہ باقاعدگی سے مشن ہاؤس میں آکر لقاء مع العرب کے پروگرام دیکھتے رہے اور جماعت کی صداقت کے پوری طرح

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جو شخص امانت کا لحاظ نہیں کرتا اس کا ایمان کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اسی طرح جو عہد کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں

اُس شخص سے بھی خیانت نہ کرو جو تم سے خیانت کرتا ہے

(احادیث نبویہ کے حوالہ سے امانت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت اور امانت و دیانت پر قائم ہونے کی نصائح)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۸/ اگست ۱۹۹۸ء)

ھمبرگ (۲۸ر اگست)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ بیت الرشید ھمبرگ (جرمنی) میں ارشاد فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النساء کی آیت ۵۹ "ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا ...... الخ" کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اس آیت میں امانت کو اس کے حقدار کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ مضمون بہت وسیع ہے اور اس سے پہلے مختلف مواقع پر اس کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ آج کے لئے اس کا ایک حصہ چنا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امانت کے متعلق ابھی بہت کچھ جماعت کو سمجھانے کی اور بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے مختصر الفاظ میں

باقی صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۲ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی وجہ سے ۲۲ر نومبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا بچوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔

اتوار، ۲۳ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج جرمنی کے تیئسویں (۲۳) جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور انور کا خواتین سے خطاب نشر کیا گیا۔ حضور انور نے اپنے اس خطاب میں بعض معاشرتی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور قناعت کے مضمون پر قرآن مجید، حدیث نبوی اور لغت کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی اور احمدی خواتین کو پردہ کرنے اور پیچھے کمر سے بھی بال ڈھک کر چلنے کی نصیحت فرمائی۔

سوموار، ۲۴ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی کے جلسہ سالانہ کا اختتامی خطاب اس وقت نشر کیا گیا۔ موضوع خطاب "الفرقان" تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور لغت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں فرمان کے مختلف پہلوؤں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ پہلے نبی تھے جنہیں فرقان عطا کیا گیا اور آپ کے بعد آنحضرت ﷺ کو آپ کی شان کی نسبت سے سب سے اعلیٰ فرقان نصیب ہوا۔ لیکن حضرت موسیٰ اور آنحضرت ﷺ کے فرقان میں فرق تھا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے وقت پڑنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صاف کہہ دیا تھا کہ تُو اور تیرا خدا جاؤ اور لڑتے پھرو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن اس کے مقابل آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے کہا : یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور حضور کے کہنے پر اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ ایک فرق یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے غلاموں اور آپ کے مسیح کو امتیازی نشان فرقان عطا ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ الفرقان کے ایک معنے نور کے ہوتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے غلام کی جماعت کو بھی عطا ہوا ہے۔ اور حضور انور نے فرمایا کہ میں جماعت جرمنی میں یہ امتیازی نشان دیکھتا ہوں۔

منگل، ۲۵ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۵۵ جو ۲۵ر اپریل ۹۶ء کو نشر کی جاچکی ہے، پیش کی گئی۔

بدھ، ۲۶ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۷۵ جو ۱۷ر اگست ۹۵ء کو نشر ہوئی تھی، براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعرات، ۲۷ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۵۶ جو ۲ر مئی ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۸ر اگست ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لندن میں غیر موجودگی کے باعث فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ۱۹ر ستمبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ کی گئی مجلس سوال و جواب جو مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن کی وساطت سے مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کے ساتھ منعقد ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ اول

قائل اور مطمئن ہو کر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

ڈش کی قیمت اور زائد خرچ انعامی بانڈ سے : مکرم عبدالعزیز صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ کے دل میں ڈش لگوانے کی بڑی خواہش تھی اور کوئی صورت نہ بن رہی تھی۔ کہتے ہیں جب پتہ کیا گیا کہ ڈش لگوانے پر کتنا خرچ آتا ہے تو پتہ چلا کہ پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اچانک میرا بانڈ نکل آیا جو پانچ ہزار کا تھا لیکن جب ڈش لگوایا گیا تو چھ سو روپے زائد خرچ آئے۔ اگلی دفعہ دوسرا بانڈ نکل آیا جو چھ سو روپے کا تھا۔ یوں اللہ نے ڈش کے لئے ساری رقم مہیا فرما دی۔

مکرم فہمی غزلان صاحب آف مراکش تحریر کرتے ہیں: "جماعت احمدیہ کے ٹیلی ویژن پر پروگرامز دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ کی بات نہایت مدلل اور منطقی ہوتی ہے۔ خاص طور پر قرآن کریم کی تفسیر اور احادیث کی شرح۔ آپ جس راہ کی طرف بلا رہے ہیں وہی حقیقی اسلام کی راہ ہے کیونکہ آپ بغیر جنگ و قتال کے دعوت الی اللہ کے قائل ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا زمانہ دُہرایا جا رہا ہے"۔

مکرم اسماعیل علاوی صاحب الجزائر سے تحریر کرتے ہیں کہ "جب میں حضور انور کو ایم ٹی اے پر دیکھتا اور سنتا ہوں تو میرے اندر ایک نور سرایت کرتا ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آج آپ ہی ہیں جو خلافت کے اہل ہیں"۔

مکرم حامید الفقیر صاحب مراکش سے تحریر کرتے ہیں کہ "آپ کے مسحور کُن پروگرام لقاء مع العرب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے ذریعہ میرے کئی سوالات کے جواب از خود آگئے ہیں۔ اچانک ایم ٹی اے کے بارہ میں معلوم ہونے پر جماعت کے عقائد پر اطلاع پائی۔ میرے خیال میں صرف ایک پروگرام "لقاء مع العرب" کافی نہیں۔ اس قسم کے اور بھی پروگرام ہونے چاہئیں"۔

حضور انور نے فرمایا کہ پروگرام تو بہت ہیں لیکن مجبوراً سب کا عربی ترجمہ ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا ورنہ یقیناً خدا کے فضل سے آپ کے دل کی پیاس بجھ سکتی تھی۔

مکرم محمد اردغال صاحب مراکش سے تحریر کرتے ہیں کہ "ایم ٹی اے پر چند پروگرام دیکھنے کا موقع ملا۔ بہت پسند آئے۔ آپ کو اس فضائی سٹیشن کے ذریعہ اسلام کی عظیم الشان خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ۔ میں سنجیدگی سے آپ کی جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔

مکرم جماعت اغزول صاحب آف مراکش تحریر کرتے ہیں کہ "میں ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتا ہوں۔ امت مسلمہ کہلانے والوں کے پاس بھی بے شمار ٹی وی چینل ہیں لیکن سب ہدایت سے خالی اور فسق و فجور کے اندر پھنسے ہوئے ہیں۔ صرف احمدیہ ٹی وی اسلام کی صحیح خدمت کر رہا ہے جبکہ دیگر ذرائع ابلاغ کے نتیجہ میں مسلمانوں کی نئی نسلیں بُری طرح متأثر ہو رہی ہیں"۔

مکرم عبدالحمید الردیعی صاحب آف اٹلی تحریر کرتے ہیں کہ "قبل ازیں اسلام پر ایک واجبی سا اعتقاد رکھتا تھا، اصل حقیقت سے بے خبر تھا لیکن ایم ٹی اے کے ذریعہ اصل نور حاصل ہوا ہے۔ اس کے لئے میری بھوک اور پیاس بڑھ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے ذریعہ اپنے ایمان، تقویٰ، عقل و فکر، جان اور روح کو غذا مہیا کروں"۔

مکرم محمد حجام صاحب مراکش سے لکھتے ہیں کہ "ایم ٹی اے بہت ہی اچھا اسلامی چینل ہے مگر اس کا عربی میں وقت بہت کم ہے"۔

مکرم أحمد الأحد صاحب شام سے لکھتے ہیں کہ "دنیا میں پھیلے ہوئے فسق و فجور کو دیکھ کر دل بہت پریشان رہتا ہے۔ مجھے اس گھڑی کا بے تابی سے انتظار تھا جس سے میری روحانی پیاس بجھے۔ جب احمدیہ ٹیلی ویژن پر آپ کی باتیں سنتا ہوں تو دل گواہی دیتا ہے کہ یہی بات درست ہے۔...... ایک احمدیہ ٹیلی ویژن ہے جو یہ کارِ خیر سرانجام دے رہا ہے۔ میری درخواست ہے کہ لقاء مع العرب کا وقت دوبارہ اڑھائی گھنٹے کر دیا جائے تاکہ ہم اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکیں"۔

تحریک وقف نو : حضور نے فرمایا کہ کُل ۱۷۹۸۱ بچے اس تحریک میں شامل ہیں اور جیسا کہ ہمیں توقع تھی کہ اللہ کے فضل سے لڑکوں کی تعداد لڑکیوں سے زیادہ ہوگی، لڑکوں کی تعداد ۱۲۳۱۵ ہے اور لڑکیوں کی تعداد ۵۶۶۶ ہے۔

مرکزی مبلغین اور معلمین : اس وقت اللہ کے فضل سے پاکستان کے علاوہ ۶۷ ممالک میں ۱۰۹۳ مرکزی مبلغین اور معلمین کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں میری عارضی ہجرت کے وقت یہ تعداد صرف ۳۶۶ تھی۔ اس تعداد میں ایسے معلمین کا ذکر نہیں ہے جو اس وقت ہزارہا کی تعداد میں وقتی طور پر جماعت تیار کرتی ہے اور میدان تبلیغ میں جھونک دیتی ہے۔

مساجد اور تبلیغی مراکز کا اضافہ : حضور نے فرمایا کہ دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز نئے سے نئے قائم ہو رہے ہیں اور اس ضمن میں جو بڑے بڑے مراکز ہیں ان پر بہت خرچ اٹھتا ہے۔ اس لئے اب تو جماعت چھوٹے چھوٹے مراکز حسب توفیق قائم کرتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن جو بہت بڑے بڑے مراکز ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ ساری دنیا میں سرفہرست ہے جہاں ۳۶ مراکز قائم ہو چکے ہیں اور کینیڈا میں دس مراکز ہیں۔

افریقہ، ہندوستان اور بعض دوسرے ایشیائی ممالک جن میں بکثرت تبلیغ ہو رہی ہے اور جماعت کا نفوذ ہو رہا ہے وہاں بنے بنائے مراکز اور مساجد جماعت کو بڑی کثرت سے مل رہے ہیں اس لئے جماعت کو نئی تعمیرات پر بہت زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔

دعوت الی اللہ کے ثمرات کے تعلق میں بعض ممالک کا خصوصی ذکر

ہندوستان : حضور نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان میں امسال ۹۲۳ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے جن میں سے ۷۸۴ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت مستحکم ہو چکا ہے۔

ہندوستان میں بنی بنائی مساجد بھی عطا ہو رہی ہیں ان کی تعداد ۴۵ ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کی جماعتیں چھوٹی چھوٹی مساجد بھی تعمیر کر رہی ہیں جن کے متعلق انہیں یقین دہانی کروادی گئی ہے کہ آپ تعمیر کرتے چلے جائیں اخراجات کی ذمہ داری ہم پر ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ روپیہ مہیا فرمائے گا۔

احمدیت کی تائید میں ہندوستان میں جو واقعات ظاہر ہو رہے ہیں ان میں سے چند کا ذکر حضور نے فرمایا۔ حضور نے بتایا کہ ایک صاحب جو احمدیت کو پاؤں تلے روندنے کا عزم رکھتے تھے جب وہ حج پر گئے تو وہاں حج کے دوران بھگدڑ میں پاؤں کے نیچے کچلے گئے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ عبرت کے نشان بھی ظاہر فرما رہا ہے۔

آگرہ شہر کے ایک علاقہ کی مسجد کے امام نے احمدیت کو علاقے سے مٹانے کا عزم کر رکھا تھا۔ علاقے سے اس نے احمدیت کو کیا مٹانا تھا اس کا اپنا بیٹا، اس کا سارا خاندان بڑے اخلاص کے ساتھ احمدیت میں داخل ہو گیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و تجعلون رزقکم انکم تکذّبون" (الواقعہ : ۸۳) کہ تم اپنا رزق صرف جھٹلانے کے ذریعہ حاصل کرتے ہو۔ اس تعلق میں حضور نے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گاؤں میں ایک بوڑھی عورت فوت ہو گئی۔ اس کی تدفین وغیرہ کے بعد اس بڑھیا کے وارث مولوی کو کچھ دینا بھول گئے۔ یہ مولوی جماعت کی بہت مخالفت کرتا تھا۔ اس نے اگلے روز اس عورت کے ورثاء سے کہا کہ رات وہ بوڑھی عورت میرے پاس آئی تھی اور اگر تم اسے جہنم کے عذاب سے بچانا چاہتے ہو تو میری خدمت میں کچھ پیش کرو۔ اس پر انہوں نے اسے بہت لعنت ملامت کی اور اس قدر اُسے مارا کہ اُس کے ناک اور سر سے خون جاری ہو گیا۔ آخر وہ جان بچا کر چھت پر بھاگا اور چھت سے چھلانگ لگا کر ہمیشہ کے لئے وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور اس واقعہ کو دیکھ کر وہاں کی ایک نواحمدی عورت نے کہا "قادیان والیو۔ اسی من گئے کہ ربّ تہاڈے نال اے"۔ (یعنی قادیان والو ہم مان گئے کہ ربّ تمہارے ساتھ ہے۔)

حضور نے بتایا کہ ایک شخص نے پولیس میں یہ رپورٹ درج کروادی کہ یہاں کا جو احمدی مبلغ ہے وہ دہشت گرد ہے۔ جب پولیس نے اُس احمدی مبلغ سے بات کی تو اُس کی باتوں کا انداز اتنا سادہ اور سچا تھا کہ تھانیدار نے فوری طور پر فیصلہ دیا کہ یہ شخص نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ دہشت گرد ہو سکتا ہے لیکن اس کو خیال آیا کہ جس مولوی نے شکایت کی ہے اس کی تحقیق ہونی چاہئے۔ چنانچہ جب تحقیق ہوئی تو وہ واقعی دہشت گرد نکلا اور علاقہ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا اور اب اُس کا کوئی نشان تک نہیں ملتا۔

مخالفین کا مسجدیں بنانے کا مقابلہ : حضور نے فرمایا کہ جماعت ہر جگہ مسجدیں بنا رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک حسد پیدا ہو رہا ہے۔ یہ لوگ تیل سے امیر ہونے والے ممالک کے پیسہ سے مساجد بناتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک جگہ جو ہندوؤں کا علاقہ ہے مولویوں کو جوش آیا کہ کیوں نہ یہاں ہم اپنے پیسوں سے مسجد بنائیں اور احمدیوں کا مونہہ بند کر دیں کہ صرف یہی ہیں جن کو اپنے پیسوں سے مسجدیں بنانے کی توفیق ملتی ہے۔ لیکن پیسہ کہاں سے آئے؟ انہوں نے سوچا کہ ہندوؤں سے پیسہ اکٹھا کیا جائے اور ہندو مسجد کے لئے کہاں خرچ کرنے والے تھے۔ ان سے وعدہ کیا کہ ہم اس دوران میں طوائف کا ناچ دکھائیں گے۔ اس پر ہندو بھی لعن طعن کرتے ہوئے وہاں سے بھاگے اور سارے مسلمان جو ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے انہوں نے بھی انہیں چھوڑ دیا کہ مسجد بنانا تمہارا کام نہیں۔

آئیوری کوسٹ : اللہ کے فضل سے امسال ۵۸۴ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے جن میں سے ۷۶ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہو چکا ہے۔

۳۷۷ مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ سر دست ایک مسجد انہوں نے اپنے خرچ پر تعمیر کی ہے اور ۳۷۶ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ ساری دنیا کی جماعتیں نوٹ کر لیں کہ اپنی نئی مساجد بنائیں اور بنی بنائی مساجد پر انحصار نہ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ ایک مسجد خود بنائی تو خدا نے ۳۷۶ بنی بنائی عطا کی ہیں۔

وھابیت کے گڑھ میں وھابیت کا سردار : آئیوری کوسٹ کے ایک بڑے شہر میں جہاں وھابیت کا بہت اثر و رسوخ ہے ایک وھابیت کا سردار تھا جو بہت رسوخ والا تھا اور سعودی عرب سے تعلیم حاصل کر کے آیا تھا۔ اس کی فصاحت و بلاغت کا سارے علاقہ میں چرچا تھا اور وھابیوں نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا تھا اس کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ اس کی تعلیم سے رفتہ رفتہ لوگوں کو یہ شبہ ہونے لگا کہ یہ تو احمدیت کی سچائی کا قائل معلوم ہوتا ہے، پڑھا مدینہ یونیورسٹی سے ہے اور باتیں احمدیہ یونیورسٹی کی کر رہا ہے۔ اس پر جماعت میں یہ تجسّس پیدا ہوا کہ جا کے اس سے پوچھیں تو سہی وہ اس کے پاس گئے تو وہ اندر سے ایک خط نکال کر لایا جو اس نے لکھ رکھا تھا اور کہا دیکھو میں تو بہت پہلے سے اپنے دل میں بیعت کر چکا ہوں لیکن ان لوگوں کی ہدایت کی خاطر میں سر دست اس معاملہ کو چھپائے ہوئے ہوں۔

بارش کا نشان : حضور نے بتایا کہ بہت سے دیہات اس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے کہ پیاس سے کانٹوں کی زبانیں سوکھ رہی تھیں-انہوں نے احمدی وفد سے کہا تبلیغ بعد میں کریں پہلے دعا کروائیں-اگر آپ کی دعا سے بارش ہوگئی تو پھر ہم مانیں گے کہ احمدیت سچی ہے- مبلغین نے گریہ وزاری سے اپنے ربّ کے حضور ساری رات دعائیں کیں اور صبح ہونے سے پہلے اتنی موسلادھار بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے-

کلمہ لاالہ الاّ اللہ محمدرسول اللہ کی برکت : آئیوری کوسٹ کا HAN شہر وھابیوں کے مراکز میں سے ایک ہے- بڑی بڑی مساجد اور مدرسے کثرت سے پائے جاتے ہیں اور احمدیت کی مخالفت میں خوب کمربستہ ہیں- ایک گاؤں بوفیسو کا واقعہ ہے اور یہ گاؤں چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع اور انتہائی مشکل گزار راستے پر واقع ہے- بہت گرمجوش استقبال ہوا اور رات دیر تک جاری رہا- ابھی بیعتوں کا سلسلہ شروع نہیں ہو رہا تھا کہ امام نے کہا مجھے پہلے کچھ کہنا ہے اور پھر کہنے لگا کہ آپ لوگوں کی آمد سے چند منٹ پہلے ہی یہاں کے ایک بااثر امام کا خط اُسے ملا جس میں لکھا تھا کہ اگر احمدیت کا کوئی گروپ تبلیغ کے لئے آپ لوگوں کے گاؤں میں آئے تو اس کا ہرگز استقبال نہ کرنا اور بے عزت کر کے نکال دینا کیونکہ یہ بہت بُرے لوگ ہیں- آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ- کہتے ہیں میں اس انتظار میں تھا کہ رسول اللہ کی گستاخی کرنے والا ایک گروہ آئے گا تو اُسے دھکے دے کر شہر کی فصیل سے باہر نکال دوں گا- لیکن ہمارے کانوں میں آپ کے نغموں کی آواز تھی لاالہ الاّ اللہ محمدرسول اللہ، لاالہ الاّ اللہ محمدرسول اللہ- حضور انور کے اس ذکر کے ساتھ ہی افریقن احمدیوں نے جلسہ گاہ میں اپنے مخصوص انداز میں مترنم آوازوں کے ساتھ لاالہ الاّ اللہ محمدرسول اللہ کا نغمہ الاپنا شروع کیا اس کے ساتھ ہی حضور ایدہ اللہ اور تمام حاضرین بھی اس نغمے میں شامل ہوگئے-

آئیوری کوسٹ کے مبلغ عمر معاذ صاحب کولیبالی لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ بشیر کولیبالی کچھ ہی عرصہ قبل ایک گاؤں CROZAO میں ہو گزرے ہیں- وہ فرمایا کرتے تھے امام مہدی جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کافی دیر سے ظاہر ہوچکے ہیں- افسوس کہ ہمیں تفصیلات کا کچھ علم نہیں- لوگ میری باتوں کو شک اور ریب کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ احادیث میں مذکور "دجّال" ظاہر ہوچکا ہے- جب دجال ظاہر ہوچکا ہے تو لازماً امام مہدی بھی ظاہر ہوچکا ہے- اس علاقہ کے ایک مشہور معلّم عثمان وَتری جو اس وقت جلسے میں شامل ہیں انہیں روایات کی روشنی میں احمدیت میں داخل ہوئے ہیں- ان کے زیر اثر ۴۲ دیہات تیزی سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پارہے ہیں- ان کے علاقہ میں اب تک پچیس ہزار سے زائد افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوچکے ہیں- اس موقعہ پر حضور نے عثمان وتری صاحب کو بلایا اور انہوں نے ان باتوں کی گواہی دی-

حضور نے بتایا کہ آئیوری کوسٹ میں TOUBA (طوبیٰ) نام کا ایک گاؤں بھی احمدی ہوچکا ہے-

ذکریا فوفانہ صاحب جو کہ اس وقت کامیاب داعی الی اللہ بن چکے ہیں اپنے زیر اثر دیہات سے پچیس ہزار سے زائد نفوس کو احمدیت میں داخل کرنے کا موجب بن چکے ہیں- ذکریا فوفانہ صاحب اس وقت جلسہ میں موجود تھے- حضور انور نے انہیں بھی بلایا اور انہوں نے بھی ان باتوں کی تصدیق کی-

بورکینا فاسو : حضور انور نے فرمایا کہ وہاں بھی تبلیغ بڑی تیزی سے جاری ہے- امسال ۳۶۶ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے اور اللہ کے فضل سے ان سب مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہوچکا ہے-

۳۳۳ مساجد کا اضافہ ہوا ہے- ان کا بھی آئیوری کوسٹ والا حال ہے کہ صرف ایک مسجد خود بنائی اور باقی ۳۳۲ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں- دورانِ سال تین نئے تبلیغی مراکز عطا ہوئے ہیں-

حضور نے بتایا کہ ایک گاؤں کے امام کو وہاں کے لوگوں نے نکال دیا- وہ گاؤں شدید مخالف تھا- اس امام نے بہت دکھ محسوس کیا اور اس کی تبلیغ کا طریقہ صرف یہ تھا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ایک رسالہ جس پر حضور کی تصویر تھی وہ گلی گلی لئے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تصویر دیکھو، کیا یہ جھوٹا ہے؟ وہ کہتے تھے نہیں یہ جھوٹا نہیں- اور اس علاقے میں جہاں سے امام کو نکالا جارہا تھا پندرہ ہزار بیعتیں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ علاقہ بھی احمدیت کی آغوش میں آچکا ہے-

ڈوری والا واقعہ : حضور نے ایک بہت دلچسپ واقعہ کا ذکر فرمایا جو ڈوری سے تعلق رکھتا ہے- ڈوری سوت یا کسی بھی چیز کی بٹی ہوئی رسّی کو کہتے ہیں جس سے بعض دفعہ پیمائش کے کام بھی لئے جاتے ہیں- یہ حیرت انگیز واقعہ ہے کہ ناصر احمد سدھو (بورکینا فاسو) کی والدہ نے دس سال قبل ایک عجیب رؤیا دیکھا تھا کہ ناصر احمد سدھو ایک بہت لمبی ڈوری لے کر اپنی والدہ کے پاس آئے ہیں اور حضور کی طرف منسوب کر کے یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ حضور نے دعا کی ہے اُس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑا علاقہ فتح ہوا ہے اور یہ ڈوری اُس کے گرد لگائی ہے- والدہ رات خواب میں ڈوری بُنتی رہیں جس کے نتیجہ میں صبح ان کے بازو میں شدید درد تھا- یہ واقعہ گزر گیا- اس کے دس سال بعد ہمارے یہ مبلغ بورکینا فاسو میں مقرر ہوئے- جہاں اُن کی تقرری ہوئی اس جگہ کا نام DORI تھا- اچانک ان کو یاد آگیا کہ یہ تو اتفاقی واقعہ نہیں ہے- انہوں نے یقین کیا کہ ہو نہیں سکتا کہ اس علاقے میں غیر معمولی فتوحات نہ ہوں بلکہ ان کو سمیٹنا ہمارے بس میں نہیں رہے گا- چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں تھوڑے عرصہ میں دو لاکھ بیعتیں ہوئیں-

غانا : حضور نے فرمایا کہ گھانا بھی تبلیغ کے میدان میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کر رہا ہے- امسال ۱۵۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوچکا ہے جن میں سے ۴۵ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہوچکا ہے- ۴۵ مساجد کا اضافہ ہے- ان میں سے سترہ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں- حضور نے فرمایا کہ گھانا کے لوگوں کی یہ خوبی ہے کہ مسجدیں بنانے میں وہ کوئی بخل سے کام نہیں لیتے- وہ تمام خرچ اپنے پلّے سے کرتے ہیں- بعض مساجد بیس بیس سال میں جا کے مکمل ہوتی ہیں- حضور نے غانا کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ایک عیسائی اکثریت والے ملک کا عیسائی حکمران نعرہ ہائے تکبیر سے اتنا متاثر ہوا کہ گھانا کے احمدی جب نعرہ تکبیر لگاتے تھے تو سربراہ سٹیج سے کہتا تھا "اللہ اکبر"-

مسجد کے لئے غیبی امداد : حضور نے فرمایا کہ جو غیبی امداد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ اپنے ساتھ نشان رکھتی ہے محض خوش فہمیاں نہیں ہیں- حضور نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے امیر صاحب گھانا کی طرف سے مجھے ٹمالے مسجد کے لئے ایک منصوبہ موصول ہوا- حضور کی ہدایت پر عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے بہت خوبصورت اور وسیع ڈیزائن بنایا- امیر صاحب گھانا سمجھتے تھے کہ اتنی بڑی مسجد بنانے کی ہمیں توفیق ہی نہیں- ادھر ان کو حضور کا خط ملا کہ یہ نقشہ ہے اس کے مطابق مسجد بنائیں- ادھر وہ اس سوچ میں گم ہوگئے کہ حکم تو مل گیا ہے لیکن پیسے کہاں سے آئیں گے- یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک مخلص دوست وہاں پہنچے اور ایک سو ملین سڈیز کا چیک پیش کیا کہ میری طرف سے کسی مسجد کی تعمیر میں خرچ کریں اور اس مسجد کی تعمیر کے لئے اتنا ہی خرچ اٹھتا تھا-

تنزانیہ : حضور نے فرمایا کہ تنزانیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ احساس دن بدن بیدار ہو رہا ہے کہ ہمیں بھی باقی افریقن ممالک کا مقابلہ کرنا چاہئے اور گزشتہ چند سالوں سے یوں لگتا ہے کہ یہ شیر جو مدّت سے سوئے ہوئے تھے اب بیدار ہوچکے ہیں اور ان کی دھاڑ کی آواز ملک کے طول و عرض میں سنائی دینے لگی ہے- حضور نے فرمایا کہ یہ مبالغہ آمیزی نہیں- اب تک وہاں سے دو لاکھ بچاس ہزار بیعتیں ہوچکی ہیں- پس یہ اتفاقی واقعہ نہیں- یہ شیر بیدار ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ باقی افریقہ کے لئے بھی چیلنج بننے والے ہیں- حضور نے فرمایا مخالف علماء بوکھلا گئے ہیں اور ہر گندا حربہ استعمال کر رہے ہیں-

موروگورو ریجن کے دو مولوی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بکواس کرتے تھے، تمسخر اڑاتے تھے اور بڑی گندی زبان استعمال کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو پیٹ کی بیماری ہوگئی تھی ...... یہ دونوں پیٹ کی بیماری میں دسمبر ۹۷ء میں مبتلاء ہوئے اور ایک ہفتہ کے اندر اندر تڑپ تڑپ کر مرگئے اور تمسخر اڑانے والوں کو ان کے تمسخر نے گھیر لیا-

مخالفین کے بارے میں حضور انور نے فرمایا کہ موروگورو میں ایک مخالف نے الزام لگایا کہ نعوذ باللہ حضرت بانی سلسلہ نے ایڈز کا شکار ہو کر وفات پائی تھی- اللہ کی قہری تجلّی یوں ظاہر ہوئی کہ وہ مخالف خود ایڈز سے مرگیا-

حضور نے فرمایا کہ طاعون کی طرح ایڈز اپنا اثر افریقہ میں دکھا رہی ہے- ایک مخالف نے کھلے بندوں اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد کے سارے مرید ایڈز سے مرجائیں گے- چند دن کے بعد اس کے مریدوں نے اس کو اس علاقے سے سمگل کردیا کیونکہ وہ ایڈز میں مبتلا تھا- تمام آنے جانے والوں کو پتہ لگ گیا کہ یہ شخص ایڈز کا شکار ہے- اس طرح سے یہ بات ہر جگہ پھیل گئی-

ایک مخالف نے اعتراض کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو تو آدھ آدھ گھنٹے کے بعد پیشاب آتا تھا، ایسا شخص نمازوں کا التزام نہیں کرسکتا- خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ وہ شخص چند دن کے اندر اندر پیشاب کی بیماری کا شکار ہوگیا اس کو پندرہ پندرہ منٹ کے بعد پیشاب آتا تھا- حتّٰی کہ پیشاب میں خون جاری ہوگیا اور وہ شخص چند دن کے اندر مرگیا-

کینیا : حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کینیا کی جماعت میں مدّت سے بہت اختلافات تھے- اب خدا کے فضل و کرم سے راضی خوشی ہیں- اور اب بہت خوش ہیں- دعوت الی اللہ کے میدان میں کام کرنے والے مربی وسیم احمد چیمہ بہت عاجزی اور خوش مزاجی سے کام کرنے والے ہیں- انکساری سے کام کرتے ہیں- بعض ایسے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے جہاں پہلے ایک بھی احمدی نہ تھا- اب خدا کے فضل و کرم سے پندرہ ہزار بیعتیں ہوچکی ہیں-

ایک جگہ جس کا نام قادیان ہے، وہاں کے ایک باشندے کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہاں آٹھ ہزار بیعتیں ہوئی ہیں- خدا تعالیٰ قادیان کے حق میں اپنے افضال نازل کر رہا ہے- قادیان کا نام خدا کے فضل و کرم سے دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے-

سیرالیون : سیرالیون کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ وہاں پر بہت بڑی تباہی آئی، ملک خانہ جنگی کا شکار ہوا- اب دوبارہ وہاں پر مربیان بھجوائے گئے ہیں- دوبارہ دعوت الی اللہ کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے- نو (۹) گاؤں خدا کے فضل سے احمدیت کی آغوش میں آچکے ہیں-

انڈونیشیا : حضور انور نے فرمایا انڈونیشیا میں بارہ علاقوں میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں- ان کو چالیس ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا تھا- خدا کے فضل و کرم سے یہ ملک اس ٹارگٹ سے آگے بڑھ گیا ہے- گزشتہ سال ان کی بیعتوں کی تعداد سترہ ہزار تھی جو اس سے پچھلے سال سے دُگنی تھی- اب اس سے تین گُنا ہوگئی ہے-

نومبائعین میں پاک تبدیلیاں : ایک مارکیٹنگ افسر جو بڑے سخت مزاج تھے احمدی ہونے کے بعد ان کے مزاج میں غیر معمولی تبدیلی آگئی ہے- اب ان کی طبیعت بڑی نرم ہوگئی ہے اور ان کے افسر نے ان میں حیرت انگیز تبدیلی دیکھ کر ترقی دی-

ایک شخص نے احمدیت کی مخالفت کے غصے میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو آگ لگادی (نعوذ باللہ)-

اسکو اُسی وقت ایک احمدی نے کہہ دیا کہ تم کو لازماً اسکی سزا ملے گی-جب وہ شخص روانہ ہوا تو موٹر سائیکل سے گرا اور مر گیا- حضور نے ایسے تائیدی واقعات پیش کر کے بتایا کہ خدا کی تائیدی ہوائیں احمدیت کے حق میں چل رہی ہیں-

انگلستان کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ خدا کے فضل و کرم سے دعوت الی اللہ کا رجحان بڑھ رہا ہے- امید ہے کہ یہ کوششیں جلد تیز رفتار ہواؤں میں تبدیل ہو جائیں گی-اس ضمن میں حضور نے چند ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے-

نئی جماعتوں، مساجد اور تبلیغی مراکز کا مجموعی جائزہ

امسال خدا کے فضل سے ۲۵۶۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا-ان میں سے ۱۸۹۴ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت مستحکم ہو چکا ہے-اپریل ۸۴ء سے لے کر اب تک (یعنی دور ہجرت میں) پاکستان کے علاوہ جماعتوں کی تعداد میں اللہ کے فضل سے ۱۰۹۲۹ کا اضافہ ہو چکا ہے-

امسال مساجد میں اضافہ ۱۰۶۶ کا ہے جن میں سے ۱۱۸ مساجد نئی تعمیر ہوئی ہیں اور ۹۴۸ مساجد اپنے اماموں کے ساتھ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں-ہجرت کے چودہ سالوں میں کل ۶۱۱۲ مساجد کا اضافہ ہوا ہے-الحمد للہ- جن میں سے وہ مساجد جو بنی بنائی عطا ہوئی ہیں ان کی تعداد ۵۱۳۹ ہے-

جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی مالی قربانی :

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی مالی قربانی حیرت انگیز ہے-امسال خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دو کروڑ سات لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ خرچ کرنے کی توفیق ملی ہے-یہ صرف لازمی چندہ جات اور خصوصی تحریکات کا ٹوٹل ہے-

علاوہ ازیں جماعت کی دنیا بھر میں جتنی تعمیرات ہو رہی ہیں ان پر وقار عمل کے ذریعہ جو بچت ہے وہ بھی بہت بڑی رقم ہے- چونکہ سب دنیا میں مسجدیں اور تبلیغی مراکز تعمیر ہو رہے ہیں اور ہر تعمیر میں مقامی جماعت وقار عمل کر کے حصہ لیتی ہے اس لئے اس کا شمار کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں- شعبہ تعمیرات مرکزیہ کے تابع وقار عمل سے جو رقم بچائی ہے صرف اسی کا محتاط تخمینہ نو لاکھ پاؤنڈ ہے-

حضور نے فرمایا کہ میں جب بھی مالی قربانی پر زور دیتا ہوں تو ہرگز روپے کی کمی سے نہیں- جتنی بھی دین اسلام کی اشاعت کے لئے منصوبے بنانے کی توفیق ملتی ہے ان تمام کے لئے اللہ تعالیٰ اخراجات مہیا فرما دیتا ہے- گویا روپے آگے آگے بھاگ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں آؤ ہمیں پکڑو اور مزید منصوبے بناؤ اور پھر اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے میرے دماغ میں نئے منصوبے داخل فرماتا چلا جا رہا ہے- پس میں جو جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ جتنا خدا نے تمہیں دیا ہے اتنا ہی خدا کی راہ میں خرچ کرو ہرگز روپے کی ضرورت کی خاطر نہیں- ان کی اپنی فلاح و بہبود کی خاطر- میں چاہتا ہوں کہ وہ بچائے جائیں- وہ بخل کے گڑھے میں نہ گریں کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ گڑھا جہنم تک پہنچا دیتا ہے-

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مخالفین اور طبقہ امراء و رؤساء کے متعلق فرماتے ہیں یعنی وہ طبقہ امراء و رؤساء جنہیں خدا نے بہت کچھ دیا مگر اس کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں پاتے-

"میرا خیال ہے کہ اکثر اُن میں سے بد نصیب ہی مریں گے- آنحضرت ﷺ کے وقت میں کس قدر بادشاہ تھے جو اس وقت آپؐ کے معاصرین سے تھے لیکن اُن کو قبولیت کی توفیق عطا نہیں ہوئی- پھر خدا تعالیٰ نے اُن کے بعد غریبوں کو بادشاہ کیا جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے- ہمارے متبعین پر بھی ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ عروج ہی عروج ہوگا- لیکن یہ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دور میں ہو یا ہمارے بعد ہو- خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"-(ملفوظات- جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۲۲)

پس آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی ان پیش خبریوں کو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں-

فرنچ سپیکنگ ممالک کی بیعتیں

حضور انور نے فرمایا کہ پانچ سال قبل میں نے ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ فرنچ سپیکنگ علاقے میں کثرت سے احمدیت پھیلے گی- اس کا ثبوت دیکھ لیجئے- ۹۴ء کے بعد سے اب تک کے پانچ سالوں میں فرنچ سپیکنگ ممالک کی بیعتوں کی تعداد ۵۶ لاکھ ۵۰ ہزار پانچ سو گیارہ ہو چکی ہے-

ہندوستان کی بیعتوں میں نمایاں اضافہ

حضور انور نے فرمایا اسی طرح ہندوستان کی بیعتوں میں بھی نمایاں اضافہ ہے- گزشتہ سال ہندوستان کو دو لاکھ ستاسی ہزار نو بیعتیں پیش کرنے کی توفیق ملی تھی جبکہ امسال ہندوستان کو چھ لاکھ انچاس ہزار چار سو انچاس بیعتیں پیش کرنے کی توفیق ملی ہے- اگر گزشتہ پانچ سال کا تجزیہ کیا جائے جیسے فرنچ سپیکنگ ممالک کا کیا گیا ہے تو گزشتہ پانچ سال کی تعداد گیارہ لاکھ پانچ ہزار چھ سو چھپن ہو چکی ہے جبکہ گزشتہ پانچ سال سے پہلے کے سال کی تعداد صرف دو ہزار ایک سو چھپن تھی-

بیعتوں کی کُل تعداد

حضور انور نے آخر پر بیعتوں کی کُل تعداد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سال خدا کے فضلوں کا خاص سال ہے- امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک بیعتوں کی تعداد پچاس لاکھ، چار ہزار پانچ صد اکانوے ہے-

حضور نے فرمایا کہ میں نے جماعت سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ میری توقعات کو پورا کرے گا اور نصف کروڑ سے زائد بیعتیں پیش کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے گا چنانچہ اب تک کی اطلاع کے مطابق جیسا کہ آپ پر ظاہر ہو چکا ہے ۹۳ ممالک سے ۲۲۳ قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں اور ۵۰ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہو کر اس سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں- حضور نے فرمایا کہ کل صبح عالمی بیعت میں ان کی نمائندگی ہوگی اور مختلف زبانوں میں ساتھ ساتھ ترجمہ ہوگا- اس ترجمے کی آواز بیک وقت اٹھتی ہے اسلئے وہی لوگ اس کو سمجھ سکتے ہیں جو وہ زبان جانتے ہیں مگر اکثر کے نزدیک صرف ایک شور ہے مگر اس شور میں بڑا لطف ہے- ان کی روحیں سجدہ ریز ہو جاتی ہیں- دنیا بھر کی جماعتیں بڑی تعداد میں ڈش انٹینا کے ذریعہ اس عالمی بیعت میں شامل ہو رہی ہوں گی-

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج صبح جلسہ کی حاضری ۱۵ ہزار ۱۱۳ تھی جس نے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں- حضور نے فرمایا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے دلوں کے اندر جو تموج پیدا ہو رہے ہیں وہ دعا بن کے اٹھ رہے ہیں اور اٹھتے رہیں گے اور عرش کے کنگرے بھی ہلا دیں گے- اللہ ہمارے ساتھ ہو- اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اللہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے- اس کے ساتھ ہی حضور انور کا خطاب ختم ہوا اور افریقن احمدیوں نے اپنے مخصوص انداز میں نہایت دلربا آوازوں میں "لَآ اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے پاکیزہ کلمہ کا ورد شروع کیا جس میں تمام حاضرین شامل ہوئے-

---

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

امانت کے باریک ترین پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے- چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کے مختلف ارشادات پڑھ کر سنائے اور ان کی ضروری تشریح کرتے ہوئے مثالوں سے ان فرمودات نبوی کے معانی و مطالب کی وضاحت کی-

حضور نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص امانت کا لحاظ نہیں کرتا اس کا ایمان کوئی معنی نہیں رکھتا- اسی طرح جو عہد کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں- حضور نے فرمایا کہ اگر یہ دو باتیں جماعت میں رائج ہو جائیں یعنی امانت کا حق ادا کرنا اور عہد کا پاس کرنا تو زندگی کا مقصد پورا ہو جائے گا-

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص کے دل میں جھوٹ اور سچ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور جو امانت دار ہو وہ کبھی بھی خائن نہیں ہوتا- اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچا ہو اس کے دل میں کبھی بھی جھوٹ نہیں آتا اور وہ ہمیشہ ہر حال میں سچ پر قائم رہتا ہے-

حضور نے فرمایا کہ اس پہلو سے مسلسل اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے اس لئے پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنے نفس کا عرفان حاصل کریں اور یہ عرفان رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے- حضور نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی سنایا کہ المستشار مؤتمن-- جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے- حضور نے فرمایا کہ یہ چھوٹی سی حدیث ہے لیکن بہت گہری باتیں اس میں بیان ہوئی ہیں- اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس پر اعتماد کیا جائے اور مشورہ لیا جائے اسے ہمیشہ درست مشورہ دینا چاہئے- حضور نے فرمایا کہ شادی بیاہ کے معاملات میں خرابیوں کی اکثر وجہ یہی ہوتی ہے کہ صحیح مشورہ نہیں دیا جاتا اور قول سدید سے احتراز کیا جاتا ہے- حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے امانت کا جو مضمون بیان فرمایا ہے اگر ہم اسے اہمیت دیں تو ساری جماعت کا تمام معاشرہ سنور جائے اور جب دنیا سنورتی ہے تو آخرت بھی سنورتی ہے- حضور نے فرمایا کہ جب تک دیانت سے مشورہ دینے کی عادت نہ ہو ڈیماکریسی کا خیال ہی عنقا ہے- اگر ہم دیانت پر قائم ہو جائیں تو اللہ کے فضل سے ایسے امکانات روشن ہوں گے کہ ہم تمام دنیا کو ڈیماکریسی سکھائیں یعنی آنحضرت ﷺ کے فرمودات کے مطابق ایسا نظام بنانا سکھائیں جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہو-

حضور نے ترمذی کی ایک حدیث سنائی جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس شخص کو اس کی امانت لوٹاؤ جس نے تمہارے پاس امانت رکھی تھی اور اس شخص سے بھی خیانت نہ کرو جو تم سے خیانت کرتا ہے- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے ہم سے خیانت کی ہے تو ہمارا حق ہے کہ ہم بھی اس سے خیانت کریں- یہ جھوٹ ہے- آنحضرت ﷺ نے یہ مضمون روشن فرما دیا ہے کہ امانت دار، خیانت کر ہی نہیں سکتا- کوئی اس سے خیانت کرے بھی تو وہ خیانت کر ہی نہیں سکتا-

آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ مجالس امانت ہیں- جو باتیں ان میں کی جائیں آخری بات جس شکل میں بھی کہی گئی ہے آپ اس کے امین بن گئے ہیں- اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ بات اتنی ہی کہیں جتنی کہی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ بعض مجالس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ یہ مجالس راز ہیں- جب یہ شرط ہو تو پھر آگے بات کرنے کی اجازت نہیں- سوائے تین قسم کی مجالس کے جن کی نشاندہی حضور اکرم ﷺ نے فرما دی ہے- ایک وہ مجلس جہاں ناحق خون بہانے پر مشورہ ہو- دوسرے وہ جہاں بدکاری کا منصوبہ بنے اور تیسرے وہ جس میں کسی کے مال کو ناحق دبانے کا منصوبہ ہو- ایسی مجالس میں اول تو بیٹھنا ہی نہیں چاہئے لیکن اگر ایسی مجلس میں شامل ہوئے ہیں اور ان کے متعلق ذمہ دار افراد کو اطلاع نہیں دیتے تو آپ امین نہیں رہتے- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احادیث نبویہ کی روشنی میں مختلف مثالوں سے ان امور کو واضح کیا اور امید ظاہر فرمائی کہ جماعت ان باتوں کو پیش نظر رکھے گی-

خطبہ جمعہ

جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمانوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا

جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کے لئے نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۴ر جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۴ر وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا. قَالَ سَلٰمٌ. قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ. فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ﴾. (الذّٰریٰت آیات ۲۵ تا ۲۷)

ان آیات کو میں نے آج کے خطبے کا عنوان اس لئے بنایا ہے کہ میزبانی اور مہمانی کے موقع پر ابراہیمی سنت کا تذکرہ کروں اور جماعت سے توقع کروں کہ اسی سنت کو زندہ کریں۔ جو مہمان حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے وہ دراصل فرشتے تھے لیکن انسانی روپ میں، اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مُکْرَمِیْنَ مہمان تھے، بہت معزز مہمان تھے باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں مگر اتنا کہا کہ ہیں اجنبی اور اس پہلو سے اجنبی ہوتے ہوئے بھی ان کی مہمانی کا پورا حق ادا کیا۔

پس اس دفعہ جلسے پر بہت سے جانے پہچانے بھی آئیں گے اور بہت سے اجنبی بھی ہونگے۔ جو اجنبی ہوں ان کا بھی ایک حق ہے اور جو کوئی کسی کے گھر آتا ہے اور گھروں کے علاوہ جو جماعت کا مہمان بنکر جلسے پر آتا ہے اس کے حضور کچھ پیش کرنا بغیر یہ پوچھے کہ آپ کھا چکے ہیں یا نہیں کھا چکے، یہ سنت ابراہیمی ہے۔ بعض دفعہ لوگ پوچھ کر مہمان کے لئے مشکل پیدا کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو مہمان کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ پوچھنے سے لگتا ہے اس کو تکلیف ہوگی تو کہتا ہے نہیں ہم کھا چکے ہیں۔ اور مجھے توقع نہیں کہ جماعت کسی پہلو سے بھی، کسی وقت بھی جھوٹ سے کام لے اور اگر وہ جھوٹ بولیں تو ان کو بتانا پڑتا ہے جو ان کے لئے شرمندگی یا الجھن کا موجب بنتا ہے کہ ہمارے یہ کہنے سے کہ ہم کچھ کھا کے نہیں آئے میزبان کو تکلیف ہوگی۔ تو دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا نہیں کھا چکے ہو، نہیں کھا چکے!؟ فوراً اندر گئے اور ایک بھُنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ جب انہوں نے اس بچھڑے کو ہاتھ نہ لگایا تو اس کے نتیجے میں بعض آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خوفزدہ ہوگئے کیونکہ مہمان اگر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو یہ بھی ایک دستور ہے کہ بعض دفعہ اس لئے ہاتھ کھینچا جاتا ہے کہ آنے والے کا ارادہ شر پہنچانے کا ہوتا ہے۔ اس آیت میں اس کی تفصیل تو بیان نہیں ہوئی لیکن قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ میں شاید یہ اشارہ ہو۔ بہر حال اب جو مہمان ہمارے آنے والے ہیں یہ بہت معزز مہمان ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور جیسا کہ میں آگے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات پیش کروں گا آپ سے وہ توقع کی جاتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے متعلق رویہ اختیار فرمایا کرتے تھے لیکن سب سے پہلے میں مہمان نوازی کے تعلق میں کچھ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مسند احمد کی روایت ہے جو حضرت شُرَیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہوئی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ 'اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' یہ بہت گہرا مضمون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کی بھی ایک مہمان نوازی ہونی ہے۔ جو اللہ نے کرنی ہے۔ تو **جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمان نوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا۔** تو بظاہر ان دو باتوں کا تعلق نہیں کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ضرور مہمان نوازی کرے۔ مگر یہ بات اس میں مضمر ہے۔ اس لئے فرمایا ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور ایک دن رات سے تین دن رات تک اسے مہمان رکھے۔ یہ تو مہمان کا حق ہے کیونکہ مسافر تین دن کا مسافر ہوتا ہے اتنا تو لازماً ہر مہمان کو حق دینا چاہئے کہ تین دن تک وہ آپ کے پاس رہے اور اس کی مہمانی کا حق ادا ہو۔

فرمایا اگر اس سے زائد عرصہ مہمان اس کے پاس ٹھہرتا ہے اور اس کی مہمان نوازی کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ اور نیکی کی بات ہوگی۔ اس لئے تین دن کے بعد مہمان کو نکالنا نہیں ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ وہ تو فرض ہے وہ نیکی میں اس طرح شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ تو تم پر لازم ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اگر تم چاہتے ہو کہ نوافل سے کام لو، نیکی سے کام لو تو پھر مہمان کو اس سے زیادہ ٹھہرنے کی ترغیب دو۔ یعنی اپنے رویہ سے اس سے ایسا سلوک کرو کہ وہ زیادہ عرصہ کے لئے ٹھہر جائے۔ لیکن مہمان کا بھی تو کچھ فرض ہے۔ فرمایا اور مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ بلا اجازت ٹھہرے۔ تو دونوں کے فرائض اور دونوں سے جو تقاضے ہیں دونوں کو بیان فرمایا 'اور میزبان کو تکلیف میں ڈالے' سے مراد یہ ہے کہ اگر میزبان نیکی کی خاطر کہے بھی کہ آپ ضرور ٹھہریں تو مہمان کو اتنا خیال کرنا چاہئے کہ بعض میزبان تکلف سے بھی کہا کرتے ہیں اس لئے اپنی طرف سے وہ اس بات کو خوب کھول دے کہ میں ٹھہر چکا ہوں جتنا ٹھہرنا تھا اب مجھے اجازت دیں۔ لیکن جو مہمان پاکستان سے تشریف لائے ہیں ان کا عرصہ تین دن کا نہیں۔ جماعت یو کے، United Kingdom کی جماعت نے ان کے لئے پندرہ دن کی مہمانی کی ذمہ داری قبول کی ہے اس لئے وہ سارے مہمان جو باہر سے آئے ہیں پندرہ دن کے لئے جماعت United Kingdom کے مہمان ہونگے خواہ یہ مہمانی ان کی ذاتی ہو۔ یعنی جماعت کی طرف سے مہمان کا انتظام نہ ہو تو یہی سمجھیں کہ وہ جماعت ہی کی طرف سے مہمانی ہے کیونکہ ہر شخص جو جماعت کا حصہ ہے اس پہ بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ جماعت کی نمائندگی ہی میں ان کی میزبانی کا حق ادا کرتا ہے۔ پس اس پہلو سے چودہ دن تک ان کے ہاں ٹھہرنا بھی اگر وہ چاہیں، پسند کریں کہ ذاتی طور پر ہمارے ہاں ٹھہرو تو درست ہے۔ اگر نہیں تو تین دن کے بعد جماعتی انتظام کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی انتظام کے تحت مختلف آنے والے مہمانوں کے مزاج اور ان کے حالات کے مطابق مختلف انتظامات کئے گئے ہیں مگر بنیادی طور پر اکرام کا حق ہر ایک کا ہے۔ ہر شخص کا اکرام ہونا چاہئے۔

ایک اور حدیث مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ تو یہ بھی مہمان نوازی کی قسمیں ہیں **خواہ آپ کا براہ راست مہمان ہو یا نہ ہو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔** اور سارے جلسے پر یہ ماحول ہو کہ ہر شخص مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ہر ایک کا استقبال کر رہا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ ابن ماجہ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت و تکریم کرو۔ یہ میں نے اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ہمارے بہت سے ایسے مہمان ہیں جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے اور مختلف دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کا جو الگ انتظام ہوتا ہے اور غیر معمولی توجہ دی جاتی ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بعض مہمانوں کو تو عام مہمانوں میں شامل کیا گیا ہے بعض سے خاص سلوک ہو رہا ہے۔ یہ خاص سلوک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ حدیث اس پہ گواہ ہے۔ جب کسی قوم کا سردار یا معزز شخص آئے تو اس سے اس کی شان کے مطابق سلوک کرو کیونکہ دراصل وہ اپنی پوری قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اب اس نے واپس جاکر اس قوم کو بتانا ہے کہ مجھ سے کیا سلوک کیا گیا۔

ایک اور حدیث عبداللہ بن طِخفہ کی طرف سے روایت ہے مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ عبداللہ بن طِخفہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس کثرت سے مہمان آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر کوئی اپنا مہمان لیتا جائے۔ یہ وہ حدیث نہیں ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں اس سے ملتی جلتی یہ حدیث ہے کیونکہ یہ آئے دن واقعہ پیش آیا کرتا تھا یہ روز کا دستور تھا، ہر وقت آنے والے مہمان آیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہی فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس توفیق ہے وہ اپنا اپنا مہمان لیتا جائے۔

عبداللہ بن طِخفہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان میں تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ گئے تھے۔ جب آپ گھر پہنچے۔ یہ گئے سے مراد ہے کہ ایک موقع پر مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے مہمان لے جانے والے کم رہ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور عبداللہ بن طِخفہ کہتے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کیا گھر میں کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں حویسۃ کوئی عرب کھانا ہے، جو میں نے آپ کے افطار کے لئے تیار کیا ہے۔ یعنی آنحضورؐ روزے سے تھے۔ راوی کہتا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ کھانا ایک برتن میں ڈال کر لائیں اس میں سے رسول اللہ ﷺ نے تھوڑا سا لیا اور تناول فرمایا یعنی افطار میں دیر نہیں کی۔

آپؐ مہمان سے پہلے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے مگر افطار کا اپنا تقاضا ہے اس لئے آپ نے کچھ تھوڑا سا اس میں سے لیا اور تناول فرمایا۔ پھر فرمایا بسم اللہ کر کے کھائیں۔ بسم اللہ کر کے کھائیں کا حکم دوسروں کو دیا ہے۔ آپؐ نے تو بسم اللہ کر کے ہی کھایا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کھانے میں سے اس طرح کھایا کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہارے پاس پینے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا جی حریرہ ہے، جو پتلا حلوہ ہوتا ہے اور بہت لذیذ ہوتا ہے، جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا ہے۔ فرمایا لے آؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پکڑا اور برتن کو اپنے منہ کی طرف بلند کیا۔ تھوڑا سا نوش کر کے فرمایا بسم اللہ کر کے پینا شروع کریں۔

دو باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں ایک تو افطار کی وجہ سے تاخیر مناسب نہیں تھی دوسرے دونوں مرتبہ افطار ہو چکا تو پھر بھی حریرہ پیتے وقت بھی پہلے اپنے منہ سے لگایا۔ یہ لازماً اس غرض سے تھا کہ اس تھوڑے کھانے اور تھوڑے پینے میں برکت پڑ جائے اور ایسا ہی ہوا۔ پھر ہم اس طرح پی رہے تھے کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو خیال تھا کہ تھوڑا سا ہوگا جو ہے وہ پی لیں مگر وہ نہ دیکھنے کے باعث نہ وہ ختم ہو رہا تھا نہ ان کو اس سے اپنے ساتھی کے لئے ہاتھ روکنے پڑے تو چلتا رہا اور ختم نہیں ہوا جب تک سب سیر نہ ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود گھر کی طرف چل پڑے اور پھر گھر سے مسجد کو چلے آئے کیونکہ ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ مسجد میں کہتے ہیں میں تو اوندھے منہ لیٹ کر الٹا پڑ کے سو گیا۔ صبح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب تشریف لائے اور لوگوں کو الصّلوٰۃ، الصّلوٰۃ کہہ کر نماز کے لئے بیدار کرنے لگے۔ **یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کرنا چاہئے۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپؐ آتے تو لوگوں کو نماز کے لئے اٹھاتے۔ یعنی یہ اس لئے فرمارہے تھے کہ آپؐ کا دستور تھا کوئی اچانک، اتفاقاً ہونے والا واقعہ نہیں تھا۔ جب میرے پاس سے گزرے تو میں اس وقت اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی میں عبداللہ بن طِخفہ ہوں۔ آپ فرمانے لگے سونے کا یہ انداز ایسا ہے جسے اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔ پس سونے کے متعلق بھی یاد رکھیں کہ الٹے پڑ کے سونا مناسب نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دائیں کروٹ لیٹا کرتے تھے، پیٹھ کے بل لیٹنا بھی جائز ہے۔ بعض صورتوں میں بائیں طرف کروٹ لینا بھی بعض بیماریوں کی وجہ سے جو دائیں طرف لیٹنے سے بڑھتی ہیں ضروری ہو جاتا ہے۔ تو یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ ضرور دائیں طرف لیٹا جائے مگر اوندھے لیٹنے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس لئے ناپسند فرماتے تھے کہ اللہ ناپسند فرماتا ہے۔ اور یہ ایک عجیب طبّی حقیقت ہے کہ اکثر وہ بچے جن کو مائیں الٹا ڈال دیتی ہیں اکثر تو نہیں مگر ان میں سے بہت سے بچے جن کو مائیں الٹا ڈالتی ہیں ان کا سانس بند ہو جاتا ہے اور وہ سوتے ہی میں فوت ہو جاتے ہیں۔ پس طبّی لحاظ سے بھی یہ ایک مضر بات ہے اوندھے منہ نہیں سونا چاہئے۔

ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہے یعنی ابن عمرؓ بھی صحابی تھے اور حضرت عمرؓ بھی صحابی تھے اس لئے عنہما کہنا چاہئے۔ حضرت ابن عمر نے اپنے باپ عمر سے بیان کیا ہے رضی اللہ عنہما۔ اللہ ان دونوں سے راضی ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفر کے ارادے سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تھے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے، پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ اب آپ میں سے میرا نہیں خیال کہ کوئی آنے والا بھی اونٹ پر بیٹھا ہو سوائے اسکے کہ ڈیرہ غازیخان کے کچھ لوگ اونٹ پر بیٹھ کر گاڑی تک پہنچے ہوں یہ الگ مسئلہ ہے لیکن مراد سواری ہے۔ آج کی جو سواری ہے وہ اونٹ کا قائم مقام ہے اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب بہتر سواریاں ایجاد ہو جائیں گی اور اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ اونٹ سے مراد یہاں صرف سواری ہے۔ تین بار تکبیر فرماتے پھر دعا مانگتے پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ ”سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ“ حالانکہ ہم میں اسے قابو رکھنے کی طاقت نہیں تھی ہم اپنے رب کی طرف ہی جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہوں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو لپیٹ دے۔ دُوری کو لپیٹ کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ آپ لوگ بڑی بڑی دور سے ہوائی جہازوں پر بھی آئے ہیں، رستے میں کوئی تکلیف نہ ہو کہ سفر لمبا محسوس ہو۔ آتی دفعہ تو آپ کو یہ دعا یاد نہیں تھی لیکن جاتی دفعہ تو یاد ہو گی۔ اسلئے جاتی دفعہ کی تکلیفوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا کریں۔ اے ہمارے خدا تو اس سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں خبر گیر ہو۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل و عیال میں بُرے نتیجے سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔

کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نظر انداز فرمادیا ہو۔ سفر کے دوران جو کچھ پیش آسکتا ہے ان سب کے لئے آپ نے دعا کی ہے کہ اچھی باتیں تو پیش آئیں سفر

Earlsfield Foundation

(Hospital Division)

Compitition

for young Architect

to design a

Hospital

First Prize 100,000 rp.

Second Prize 50,000 rp.

Third Prize 25,000 rp.

For further details write to:

The manager

سے وابستہ کوئی بری باتیں پیش نہ آئیں اور پیچھے رہ جانے والوں کے لئے بھی دعا کی ہے جن کی طرف لوٹ کر جارہے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی ہے۔ "غیر پسندیدہ تبدیلی"۔ اس دعا میں صرف گھر والے ہی پیش نظر نہ رکھیں بلکہ ملک والے بھی پیش نظر رکھیں۔ آج تک تو ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ ہر تبدیلی ناپسندیدہ ہی ہورہی ہے۔ پس شاید آپ جو لِلّٰہ سفر کر کے یہاں آئے ہیں آپ کی دعاؤں کی برکت سے واپسی پہ آپ کچھ اچھی تبدیلیاں بھی دیکھ لیں۔ تو محض گھر والوں کے لئے اچھی تبدیلیوں کی نہیں بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی اچھی تبدیلیوں کی دعا کرتے ہوئے جائیں۔

پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے یعنی سفر سے واپسی والوں کے لئے یہ زیادتی ہے اس دعا میں۔ آتی دفعہ بھی پچھلوں کے لئے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ جب ہم واپس جائیں تو یہ کچھ ہو۔ واپسی پہ بھی بعینہ وہی دعا مانگتے تھے مگر اس میں ایک چیز کا اضافہ فرما دیتے تھے۔ ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے عبادت گزار اور اپنے ربّ کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔ تو یہاں جلسے پر جو آپ سیکھیں گے اس کے نتیجے میں آپ کو زیب دے گا کہ یہ بھی اس سفر کی دعا میں شامل کرلیں کہ اے ہمارے ربّ ہم توبہ کرتے ہوئے تیری طرف لوٹ رہے ہیں، عبادت گزار بنتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہوئے۔

عبادت کے مضمون پر میں بہت سے خطبات دے چکا ہوں مگر جلسے کے دوران عبادت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ حدیث میرے کام آئی ہے۔ جب واپسی پہ عبادت گزار کا ذکر فرمایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ سفر کے دوران جو پہلے پوری طرح عبادت گزار نہیں تھے وہ پہلے سے بڑھ کر عبادت گزار ہوگئے۔ تو یہاں اگر آپ عبادت کے ڈھنگ سیکھیں گے تو واپسی پہ یہ دعا مانگ سکیں گے۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے، میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ مانگتا ہوں تو اس شخص کو وہاں رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اب یہ خیال کریں گے کہ منہ سے یہ دعا کرنے کے نتیجے میں پیچھے ہر گز کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا تو اس کا مطلب ہے آپ نے اس کے مرکزی پیغام کو سمجھا نہیں، میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں مکمل طور پر اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ چاہتا ہوں۔ تو جو شر سے پناہ مانگ رہا ہے وہ شر سے پناہ دینے والا بھی ہوگا۔ اگر شر سے پناہ دینے والا نہ ہو تو اس کے حق میں یہ وعدہ پورا نہیں ہوسکتا کہ شروع سفر سے واپسی تک اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن اگر اس طرح لازماً اللہ کی پناہ مانگے کہ خود بھی لوگوں کو شر سے پناہ دینے والا ہو اور اس سے کوئی شر کسی کو نہ پہنچے تو مجھے کامل یقین ہے کہ اس کو کوئی چیز بھی گزند نہیں پہنچائے گی۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی سے تعلق رکھنے والی روایات میں سے جو بکثرت ہیں صرف چند چُن کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو میرا خیال ہے شاید پہلے بیان نہ ہوئی ہوں اور اگر بیان ہو بھی گئی ہوں تو آج کل کے موقع پر ان کا دوہرانا مناسب ہے۔ سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔

مجھے اس روایت کے بیان کرنے سے بعض باتیں مقصود ہیں۔ اول یہ کہ قطع نظر اس کے کہ میں علیل ہوں یا نہ ہوں میں ہمیشہ یہ پوری کوشش کرتا ہوں کہ آنے والے مہمانوں کی خاطر ان کے لئے ملاقات کا وقت نکالوں لیکن اللہ کا فضل ہے کہ میں علیل نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود لوگ سمجھتے ہیں کہ میری ہمدردی زیادہ لیں گے اس بات پر کہ اگر وہ غور سے مجھے دیکھیں کہ کوئی علالت کی علامت ان کو دکھائی دے جائے اور اس پر وہ کہیں کہ اوہو آپ تو علیل ہیں۔ یہ طریق نامناسب ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علیل تھے بھی، ہوتے بھی تھے تو کوئی نہیں کہا کرتا تھا کہ آپ علیل لگ رہے ہیں۔ تو اخلاق حسنہ کا یہ تقاضا ہے تبھی میں بار بار جماعت کو سمجھاتا ہوں کہ بعض لوگ تو اس طرح گہری اترنے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان نگاہوں سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کوئی علامت مل جائے جس پہ وہ اپنی ہمدردی کا اظہار کرسکیں۔ اور اگر وہ علامت نہ ملے تو پھر صحت کے متعلق لازماً ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ بھئی اپنی ملاقات کرو، اپنے کام سے کام رکھو، اپنی صحت کے متعلق دعا مانگنے کی درخواست بے شک کرو مگر میرے معاملے میں مہربانی فرما کر دخل نہ دیا کرو کیونکہ اس سے مجھے الجھن پیدا ہوتی ہے۔ میں جب حاضر ہوں، ہر حال میں حاضر ہوں، بیمار ہوں تب بھی حاضر ہوں تو پھر آپ کا کیا حرج ہے۔ میری بیماری کو مجھ پر اور میرے خدا پر چھوڑ دیں اگر کوئی ہو۔ لیکن میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں اور پہلے سے بہت بہتر ہوں۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج کل جو میں اپنے اوپر محنت کر رہا ہوں وہ خاص قسم کی غذا کھاتا ہوں، خاص غذاؤں سے پرہیز کرتا ہوں اور اس کے علاوہ سیر میں بہت باقاعدگی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری سیر کے دوران جو پہلے ایک گھنٹے کی ہوا کرتی تھی میں نے محسوس کیا ہے کہ ازخود مجھ میں طاقت آگئی ہے اور میں وہی گھنٹے کی سیر پینتالیس منٹ میں کرلیتا ہوں۔ بعض دفعہ اس سے بھی کم اور بعض دفعہ میرے ساتھیوں کو دوڑنا پڑتا ہے۔ تو یہ وہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب میں نیا نیا یہاں آیا تھا اور دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہتری ہورہی ہے تو جب خدا نے اتنا احسان فرمایا ہے تو کیا ضرورت ہے آپ کو دخل اندازیوں کی۔ میں خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں۔

اب بعض دفعہ مجھے کھانسی بھی ہو جاتی ہے تھوڑی سی، آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ حضرت مصلح موعودؓ کو مسلسل کھانسی ہوتی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جب کھانسی ہوتی تھی تو یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی بھی اس وقت کے بہترین ایلوپیتھک علاج سے اجتناب نہیں فرمایا اس کے باوجود ساری عمر کھانسی لگی رہی اور بولنے والوں کو طبعاً کھانسی ہو بھی جاتی ہے۔ تو یہ اللہ کا بہت احسان ہے کہ میں چونکہ اپنا علاج ساتھ ساتھ خود کرتا رہتا ہوں اس لئے بہت حد تک کھانسی سے بچ گیا ہوں۔ اس زمانے میں کب لوگ حضرت مصلح موعودؓ کو کہہ کے تنگ کیا کرتے تھے کہ اوہو اب آپ کو کھانسی ہوئی، اب آپ کو کھانسی ہوئی، اب آپ کو کھانسی ہوئی۔ وہ قہوہ پیتے جاتے تھے اور کھانسی ہوتی جاتی تھی۔ تو آپ کی یہ باتیں آپ کے دخل دینے والی ہیں ہی نہیں، ان کو بالکل چھوڑ دیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے مجھے خدا کے فضل سے اگر کھانسی اٹھی بھی تو ہر گز کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ نہ چھاتی میں، نہ گلے میں، ادنیٰ سا بھی درد کا احساس نہیں ہوتا۔ کثرت سے بولنے کے نتیجے میں بعض دفعہ ہلکی سی ایک خراش سی پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں کھانسی اٹھتی رہتی ہے۔ اگر ایسا ہو جو میری صورت میں اب بہت کم ہوتا ہے تو ہونے دیں، ہر گز کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک روایت آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں ہمارے لئے جلسے کے دنوں میں بہت سے سبق ہیں۔ فرمایا: "اگر کوئی مہمان آوے اور سب و شتم تک بھی اس کی نوبت پہنچے، تو تم کو چاہئے کہ چپ کر رہو۔ جس حال میں کہ وہ ہمارے حالات سے واقف نہیں ہے نہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے تو کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ادب چاہیں جو ایک مرید کو کرنا چاہئے"۔ اب اس میں دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مریدوں سے ہر گز توقع نہیں رکھتے تھے کہ وہ سب و شتم سے کام لیں۔ پس اگر کوئی سب و شتم یعنی گالی گلوچ سے کام لے رہا ہے تو آپ کو توقع رکھنی چاہئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرید نہیں ہے اور جو مرید ہے اسے سوچنا چاہئے کہ اس سے مسیح موعودؑ کو کیا توقع تھی۔ جو سننے والا ہے وہ یہی سمجھے کہ یہ مرید نہیں ہے اور صبر سے کام لے اور جو مرید ہے وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کیا کر رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے کیا توقع تھی۔

فرمایا جو ایک یہ بھی ان کا احسان ہے کہ نرمی سے بات کرتے ہیں یعنی باہر سے آنے والے مہمان اکثر خوش خلق ہی ہوتے ہیں۔ "خدا کرے کہ ہماری جماعت پر وہ دن آوے کہ جو لوگ محض ناواقف ہیں اگر وہ آویں تو بھائیوں کی طرح سلوک کریں"۔ بعض دفعہ جلسے کے دنوں میں موسم بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اس خراب موسم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں۔ فرمایا: "آج کل موسم بھی خراب ہے اور جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمان کا احترام ہونا چاہئے"۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی مہمان کا فرق نہیں کیا گیا۔ مسلم غیر مسلم کا فرق نہیں کیا گیا۔ "اس لئے کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو اگر کوئی دودھ مانگے تو دودھ دو، چائے مانگے تو چائے دو۔ کوئی بیمار ہو تو اس کے موافق الگ کھانا اسے پکا دو"۔ اب مجھے یہ تو علم نہیں کہ دودھ کا کوئی انتظام جماعت کی طرف سے ہوتا ہے یا نہیں مگر مسلسل چائے کا لنگر تو جاری رہتا ہے اور اس کے علاوہ پرہیزی کھانا یا

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

ایسا کھانا جو پرہیزی تو نہیں مگر بیمار بھی کھا سکتے ہیں ایسے کھانے کا انتظام ہوتا ہے۔ ایک موقع پر آپ نے میاں نجم الدین جو مہتمم لنگر خانہ تھے ان کو بلا کر فرمایا، "دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو"۔ خواہ پہچانو یا نہ پہچانو، ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کا کوئی معزز شخص بھی ہو۔ ہر ایک سے ایسا سلوک کرو گویا ہر ایک شخص صاحب اکرام ہے۔

"سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو"۔ یہاں جماعت U.K. کے لئے کچھ آسانی ہے دودھ کا ذکر نہیں۔ "سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمان کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلے کا انتظام کردو"۔ بعض علاقوں کے مہمانوں کو سردی نہ بھی ہو تو سردی بہت لگتی ہے اور پاکستان کی شدید گرمی سے آنے والوں میں سے بھی کئی ایسے ہیں جو مجھے ملنے آتے ہیں تو کہتے ہیں یہاں سردی ہے حالانکہ سردی وردی کچھ نہیں لیکن آب و ہوا کی تبدیلی سے یہ ہو جاتا ہے۔ انڈونیشیا کے مہمان جب بھی آتے ہیں وہ خواہ گرمی ہو، وہ سردی سے کانپ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بیرکس میں مَیں نے کہا ہوا ہے کہ ہمیشہ ہیٹر وغیرہ کا انتظام کرو کیونکہ یہ ان کی آب و ہوا کے نتیجے میں ان کا حق تم پر ہے۔

مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنے قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب "تائید حق" میں چھپا ہے۔ آپ فرماتے ہیں، "مرزا صاحب کی مہمان نوازی دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا"۔ یہ حضرت مولوی حسن علی صاحب کے احمدیت قبول کرنے سے پہلے کے سفر کا حال ہے جو انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد بعینہٖ اسی طرح لکھا جو اس سفر میں آپ نے محسوس کیا اور دیکھا۔ کہتے ہیں، "مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی"۔ جس زمانے میں یہ لکھا گیا غالباً اس وقت پان چھوڑ بیٹھے ہونگے۔ کہتے ہیں، مجھے پان کھانے کی بری عادت تھی۔ "امرتسر میں تو مجھے پان ملا مگر بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بُری عادت کا تذکرہ کردیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا"۔ یہ تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی۔ یہ اس مہمان نوازی کا عالم تھا جس میں کوئی ریا کا شائبہ تک نہیں۔ مہمان سمجھتا تھا کہ پان یہاں مہیا نہیں ہو سکتا۔ بٹالے میں نہیں تو قادیان میں کہاں سے ہوگا۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سولہ میل دور گورداسپور آدمی بھیجا اور ان کو ان کی عادت کے مطابق پان پیش فرمادیا۔ اب میں حسب سابق **جلسے پر آنے والوں اور ان کے مہمان نوازوں کو عمومی نصائح** کرتا ہوں جو ہر اس خطبے میں کیا کرتا ہوں جو جلسے سے پہلے کا خطبہ ہوتا ہے۔

قرض لینا۔ بعض لوگوں کو قرض لینے کی عادت ہوتی ہے اور جن کو عادت ہوتی ہے ان کو واپسی کی عادت نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر کوئی بدقسمتی سے ایسے لوگ آگئے ہوں تو ان کو خیال کرنا چاہئے کہ یہ اللہ کے میزبانوں کا اللہ کے مہمانوں پر حق ہے کہ ان کو ناجائز تکلیف نہ دی جائے۔ یہاں جتنے لوگ آپ کی میزبانی کریں گے ان سے قرض نہ مانگا کریں اور ان کو چھوڑ کر آپس میں بھی ایک دوسرے سے نہ مانگا کریں۔ کیونکہ جن کو یہ عادت ہے میں جانتا ہوں کہ ان کو نہ دینے کی عادت بھی ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود واقعی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ میں نے اس سے پہلے اس بات کا انتظام کیا تھا کہ جن کو واقعی ضرورت ہو وہ نظام جماعت سے رابطہ کریں۔ امیر صاحب سے بات کریں یا مجھے لکھیں۔ بتائیں کہ کیا ضرورت پیش آگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ یہی ضرورت کو ضرور پورا کیا گیا ہے۔ تو کیوں اپنے آپ کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں یا دوسروں کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں۔ لین دین کے معاملے میں صاف ہو جائیں۔

جو گھر کے عزیز رشتہ دار ہوں ان پر تین دن یا پندرہ دن کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ رشتہ دار رشتے داروں کے پاس آتے رہتے ہیں ان کا آپس کا ایک سلوک ہے جو روایتاً چلتا ہے۔ بعض رشتے دار، بعض رشتے داروں کو اپنے گھر مہینوں رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے جانے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو الگ الگ لکھا نہیں جا سکتا، الگ الگ بیان نہیں کیا جا سکتا مگر آپس کے تعلقات ہیں جو خود بخود اس بات کو واضح کرتے ہیں۔ تو ایسے آنے والے رشتہ دار اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھیں، تین دن اور پندرہ دن سے۔ جن کے عزیز اور اقرباء ان کو ہمیشہ اپنے گھر ٹھہراتے اور اصرار کرتے ہیں کہ وہ ٹھہرے رہیں لیکن ان میں سے کچھ مستثنیٰ بھی ہیں اس بناء پر کہ وہ رشتہ دار ہیں از خود ان کو پندرہ دن سے زیادہ یا تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے اگر دونوں طرف سے لین دین کا معاملہ ہو تو یہ ایک معروف بات ہے۔ مگر یہ سمجھ کر کہ کوئی رشتہ دار ہے آپ اس کے گھر ٹھہر جائیں اور میرے اس خطبے کا حوالہ دے کر کہیں اب ہمیں چھٹی ہے جتنی دیر مرضی ٹھہریں تو وہ غلط اور جھوٹا حوالہ ہوگا۔ یہ آپس کے تعلقات کا معاملہ ہے جس کو انگریزی میں Reciprocal کہتے ہیں، Reciprocal ہوتا ہے یعنی دونوں طرف سے ایک ہی قسم کا معاملہ ہو تو وہی مناسب ہے۔

أَفْشُوا السَّلَامَ کا ارشاد ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا سلام نشر کرو اور یہ عادت آپ ڈالیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روایت مَیں نے بیان کی ہے اس میں بھی سلام سے بات شروع ہوئی ہے۔ پس سلام کہنے سے دو باتیں پیش نظر رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ آپ ہر آنے والے کی عزت کر رہے ہونگے۔ دوسرا یہ کہ سلام کہہ کر آپ اس کو مطمئن کر رہے ہوں گے کہ آپ کی طرف سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ کی طرف سے وہ یقیناً امن کی حالت میں رہے گا۔ پس ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلام پھیلانے کی عادت ڈالیں۔

خواتین کو میں ہمیشہ نصیحت کرتا ہوں کہ پردے کا لحاظ رکھیں لیکن مشکل یہ ہے کہ بعض مہمان خواتین بھی آتی ہیں اس لئے اگر کوئی ایسی مہمان خاتون ہو جس نے سنگھار پٹار بھی کیا ہو اور پردے کا بھی لحاظ نہ ہو یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ غالباً احمدی نہیں ہے۔ لیکن بعض دوسرے دوست جو مثلاً عرب ممالک سے تشریف لاتے ہیں وہ ہر خاتون سے اسی طرح کے پردے کی توقع رکھتے ہیں جو ہم جماعت میں رائج کر رہے ہیں اور بعض لوگوں نے جا کر پھر مجھے اعتراض کے خط بھی لکھے کہ ہم تو بڑی توقع لے کر آئے تھے کہ آپ پردے کا بہترین نمونہ دکھا رہے ہونگے مگر ہم نے ایسی عورتیں دیکھیں جو پوری طرح سنگھار پٹار کرکے، کٹے ہوئے بال، سر پر چُنی نہیں اسی طرح پھر رہی تھیں۔ تو اول تو یہ خیال کریں کہ اعتراض میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ مومن، مومن پر حسن ظن کرتا ہے اس لئے حسن ظن سے کیوں کام نہیں لیتے اور جو منتظمین ہیں ان کے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ ایسی عورتوں کو سخت لفظوں میں یا دو ٹوک لفظوں میں کہیں کہ تم پردہ کرکے پھرو۔ بعض دفعہ وہ عورتیں جن کو عادت ہوتی ہے وہ اس بات کو برا مناتی ہیں۔

بعض دفعہ بعض احمدی خواتین ہیں جو نئی احمدی ہوئی ہیں ان کو بعض احمدیت کے رواجوں کا پتہ نہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو بیماری کی وجہ سے مجبور ہیں۔ سر کو پوری طرح ڈھانپ نہیں سکتے۔ تو احمدی خواتین کے لئے تو لازم ہے کہ اگر انہوں نے کسی مجبوری سے پردہ نہیں کرنا تو سر کو ڈھانپیں۔ یہاں ہماری اردو کلاس کی بچیوں کو اور چلڈرن کلاس کی بچیوں کو میں نے نصیحت کی تھی۔ آپ دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ کتنی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ یہاں کی پلی بڑھی بچیاں چھوٹی چھوٹی عمر کی اس احتیاط سے اپنے سر کو ڈھانپتی ہیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے تو اسی پاک نمونے کو آپ لوگ بھی پکڑیں۔

جو باہر سے آنے والی یا پاکستان سے آنے والی بچیاں یا دوسرے ممالک سے آنے والی بچیاں ہیں ان میں بعض اوقات مَیں نے ناحق آزادی کا رجحان دیکھا ہے۔ ان کو پتہ نہیں کہ انگلستان کی بچیاں اللہ کے فضل سے بہت بلند ہو چکی ہیں اور جو باہر سے آنے والی ہیں وہ لاہور کا معاشرہ، کراچی کا معاشرہ، پنڈی کا معاشرہ، وہ لئے ہوئے آئی ہیں اور وہاں آج کل بے پردگی عام ہو رہی ہے اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ آپ اپنی عادات ان کو سکھانے آئی ہیں۔ آپ نے ان سے عادات سیکھنی ہیں۔ تو اگر آپ احمدی ہیں اور مہمان کے طور پر آئی ہیں تو جلسے کے دنوں میں آپ پر فرض ہے اور آپ کے ماں باپ پر فرض ہے کہ آپ کو سلیقے کے ساتھ چلنا پھرنا سکھائیں۔ اگر پردے کی عمر نہیں بھی لیکن اتنی عمر ہو گئی ہے جو بیچ بیچ کی

فرانکفورٹ کے نزدیک فرید برگ میں

سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں
تو ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون / فیکس رابطہ کریں
نقد ادائیگی کے ساتھ TUV اور KAT کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں
نیز کاروں کے ہر قسم کے سپئر پارٹس بازار کی قیمت سے ارزاں نرخوں پر فروخت کئے جاتے ہیں

ملک آصف محمود

Saar Str.25 Friedberg
Tel - Office : 0171-621 4360

عمر ہوتی ہے جہاں پردہ پورا کرو نہ کرو درمیان میں اختیار ہوتا ہے اس عمر کی بچیوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے سر کو اور اپنی چھاتی کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے اور ڈھانپتے وقت بالوں کی نمائش نہیں ہونی چاہئے۔ بعض سر پر دوپٹہ اور پیچھے سے کٹے ہوئے بال نمایاں لہراتی پھرتی ہیں۔ بعض عورتیں ایسا بھی کرتی ہیں۔ مجھے ملاقات کے دوران اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ مجھے تکلیف تو ہوتی ہے مگر اس وقت جیسا کہ اکرام کا حق ہے میں مجبوراً ان کو دوٹوک نہیں کہتا لیکن بعض دفعہ بعد میں ان کے ماں باپ کو سمجھا دیتا ہوں۔ تو اس موقع پر ہر قسم کی آنے والیاں ہونگی ان کا لحاظ کریں اور لجنہ کی جو سلیقے والی بچیاں ہیں جن کو بات کرنے کا اچھا سلیقہ آتا ہے ان کی ڈیوٹی ہونی چاہئے کہ ایسی عورتوں اور لڑکیوں کو علیحدگی میں نرم الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کریں۔ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى نصیحت ضرور فائدہ پہنچاتی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے میں اس پہلو سے بھی ان کو سدھارنے کا انتظام ہوگا۔ بہر حال جن کو نقاب میں کوئی دقت ہے بعض دفعہ طبّی لحاظ سے دقت ہوتی ہے ان کا پھر یہ حق نہیں کہ سرخی پاؤڈر لگا کر اپنے آپ کو پوری طرح سجا کر باہر پھریں۔

رستوں کا حق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو بھی ایمان کا ادنیٰ شعبہ قرار دیا ہے کہ رستوں کا حق ادا کرو اور رستوں کے حق میں جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ خلاصۃً میں ہر جمعہ پر جوان دنوں میں آیا کرتا ہے پہلے بھی بیان کرتا رہا ہوں اب پھر بیان کر رہا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جو بازار یا دکانیں وغیرہ ہیں ان کے اردگرد جمگھٹ لگا کر کھڑا نہ ہوا کریں۔ جو چیز خریدی، لیں اور الگ کھلی جگہ جا کر اس کو کھائیں پئیں۔ بعض لوگ کبابی کی دکان پر کھڑے ہیں تو ہر کباب کے اترنے کا انتظار ہو رہا ہے اور پیچھے لائنیں لگی ہوئی ہیں وہ جگہ ہی نہیں چھوڑتے۔ اپنی چیز مرضی کی لیں اور الگ ہو جائیں اور اگر اتنا الگ الگ گرم کباب کھانے کا شوق ہے تو گھر میں بنائیں، بازار کا حق بہر حال ادا کریں۔

اور دوسرا جمگھٹا لگا کر دکانوں پر کھڑا ہونا ہی معیوب نہیں بلکہ گروہ در گروہ ٹولیوں کی صورت میں قہقہے لگاتے، شور مچاتے ہوئے پھرنا بھی ناواجب بلکہ بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ اور یہ بھی رستوں کے حق کے خلاف ہے۔ رستوں سے مراد یہ نہیں کہ سڑکیں ہی ہوں پبلک جگہیں جو عامۃ الناس کے چلنے پھرنے کی جگہیں ہیں وہ بھی رستوں میں شمار ہونگی۔ ایسے لوگ ہم نے دیکھے ہیں جو ٹولیاں بنا کر پھرتے ہیں اور آپس میں مذاق اڑا رہے ہیں اور قہقہے مارتے جا رہے ہیں۔ ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ جو دوسرے دیکھنے والے ہیں ان پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات ایک راہگیر اور خاص طور پر اگر کوئی باہر کا ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر مذاق اڑایا گیا ہے۔ عین اس وقت قہقہہ لگاتے ہیں جب وہ پاس سے گزرا ہے اور اس سے اس کی سخت دل شکنی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اس کے نتیجے میں لڑائی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ تو اس بات کا بھی خاص طور پر خیال رکھیں کہ اگر ٹولیوں میں پھرنا ہے تو خاموشی سے پھریں، آہستہ باتیں کرتے ہوئے پھریں، ہرگز اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں اور ہرگز کسی کی دلشکنی کا موجب نہ بنیں خواہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر ہو۔

تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے اٹھانا۔ یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک ادنیٰ شعبہ ہے اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے مثلاً کیل کانٹا وغیرہ یا کیلے کا چھلکا تو یہ انتظار نہ کریں کہ جن لوگوں کی ڈیوٹی ہے اس کام پر وہی اس کو دور کریں گے۔ ایسی چیز کو تو فوراً دور کرنا چاہئے اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خود یہ چیزیں نہ پھیلائیں۔ اگر تکلیف دہ چیزیں اٹھانے کا حکم ہے تو پھیلانا تو اور بھی بری بات ہے۔ یہ اچھی بات ہے تو پھیلانا گناہ بن جائے گا کیونکہ اس کا دور کرنا فرض ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی جیبوں میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا تھیلا (Bag) رکھ لیا کریں۔ اس سے جیب پھولتی بھی نہیں معمولی سا ہوتا ہے کہیں آپ نے کوئی چیز پھینکنی ہو، کچھ کھا رہے ہوں اس کا Waste، کیلے کا چھلکا مثلاً یہ اگر آپ نے کہیں ڈالنا ہو تو اپنی جیب سے تھیلا نکالا اس میں ڈال دیا اور وہی تھیلا آپ کے کام آئے گا۔ جب آپ کوئی خطرناک چیز رستے میں دیکھیں گے تو اس کو اٹھا کر ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے نہیں پھریں گے بلکہ اسی تھیلے میں ڈال لیا کریں تو بہر حال اس کا جیب میں ڈالنا ضروری تو نہیں ہے اس کو پھر ہاتھ میں پکڑے رکھیں۔ جب کوئی ڈسٹ بن (Dust Bin) آئے تو اس کو اس میں پھینک دیا کریں۔

اب کچھ امور آخر پر حفاظتی نقطہ نگاہ سے میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کا جو حفاظت کا نظام ہے یہ کُل عالم میں یکتا ہے اور اس میں ادنیٰ سا بھی مبالغہ نہیں۔ دنیا میں کہیں کسی اجتماع پر یا کسی دنیا کے بڑے سربراہ کے لئے حفاظت کا ایسا مؤثر انتظام نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں روایتاً رائج ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ ہر احمدی نگران ہوتا ہے اور خاص طور پر وہ احمدی جو بڑے اخلاص سے خلیفۂ وقت سے ملنے آئے ہیں وہ ان کے خطوں سے پہلے بھی لگ رہا ہے، یہاں آنے کے بعد بھی کہ ان کو فکر رہتی ہے کہ اتنے بڑے اجتماع میں حفاظت کا پورا انتظام ہے کہ نہیں۔ تو ان کو میں یہ نصیحت کر رہا ہوں، باقیوں کو بھی کہ سب سے بڑی حفاظت کا انتظام تو آپ خود ہیں۔ آنکھیں کھول کر پھریں اور جس شخص سے بھی آپ کو احساس ہو کہ خطرہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق چند باتیں پلّے باندھ لیں۔

بعض دفعہ بڑے مخلص احمدی ہوتے ہیں مگر ان کی شکل صورت ایسی ہوتی ہے کہ بعض دوسروں کو ان سے کچھ ڈر بھی لگتا ہے۔ وہ اپنے اپنے حلیے ہیں، مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر ایسا ہی ایک واقعہ ایک جلسے پر ہوا تھا۔ ایک شخص انتہائی مخلص مگر حلیے کے لحاظ سے بڑا مشٹنڈا اور اتفاق سے داڑھی مونچھ منڈھا ہوا۔ اس کی اتنی سخت نگرانی ہو رہی تھی کہ جیسے سارا خطرہ اسی سے درپیش ہے۔ جب مجھے بتایا گیا اور میں نے دیکھا تو میں نے کہا انا للہ یہ تو میں جانتا ہوں بہت مخلص فدائی احمدی ہے۔ اس کو اپنے کام میں لائیں، حفاظت کے کام میں۔ تو ایک ان کو میری نصیحت ہے آنے والوں کو بھی اور رہنے والوں کو بھی جو بھی جلسے میں ہوں کہ اپنے دائیں بائیں کی حفاظت کریں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نظام رائج نہیں۔ جب بھی کوئی شخص حملہ کرنا چاہتا ہے تو باوجود ہر قسم کے آلات کے جو اس کی جیبوں، اس کے جسم پر چھپے ہوئے ہتھیاروں کی خبر دیتے ہیں اس کے باوجود وہ لے جاتا ہے۔ بے شمار طریقے دنیا نے ایجاد کئے ہوئے ہیں تو ایسا شخص جو کسی ہتھیار کو استعمال کرنا چاہے اس کو لازماً کوئی تیزی سے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ وہ جیب کی طرف یا کہیں ہاتھ ڈالتا ہے اگر دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوشیار ہوں تو ناممکن ہو جائے گا اس کے لئے کہ ایسی حرکت کر سکے۔ پس اصل نگران تو اللہ ہی ہے مگر اللہ نے جو طریقے سمجھائے ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا تو ضروری ہے۔ تو اپنے دائیں بائیں سے بیدار مغز رہیں اور جو اچھے لوگ بھی ہیں بعض دفعہ ان میں بھی جن کو آپ اچھا سمجھ رہے ہیں بعض بد چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے نگرانی کا یہ نظام سب پر حاوی کر دیں۔ ہر شخص اپنے دائیں بائیں کا نگران ہو۔ اگر آپ یہ صورت اختیار کریں تو چلتے پھرتے آتے جاتے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ حفاظت کا انتظام ایسا اعلیٰ ہوگا کہ دنیا میں کبھی کسی سربراہ کے لئے ایسا انتظام نہ ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ جب دو رویہ کھڑے ہوں تو اس وقت بھی اس کا خیال رکھیں۔

اور ہم اس کو ربوہ میں استعمال کر چکے ہیں، آزما چکے ہیں اس عادت کو۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ لازماً کوئی شخص مجھ پر بندوق سے حملہ کرنے کے لئے، بندوق داغنے کے لئے اپنی چادر میں یا کمبل میں چھپائے کھڑا تھا اور چونکہ میں نے اس وقت منتظمین کو یہ ہدایت کی ہوئی تھی کہ جہاں کوئی شخص آپ کو ایسا نظر آئے ضروری نہیں کہ آپ اس کو حکم دیں چادر اتارو۔ پاس کھڑے ہو جائیں اگر اس کی نیت ہوئی وہ ہاتھ ہلائے گا اسی وقت پکڑ لیں اور دو آدمی پکڑے گئے۔ اور پھر انہوں نے تسلیم بھی کر لیا۔ تو یہ نظام حفاظت ایسا ہے جس کا کوئی جواب دنیا میں نہیں، اس کی کوئی مماثلت کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔ جو فوجی یا پولیس والے مقرر ہوا کرتے ہیں کتنے ہونگے اس کے باوجود Crowd پیچھے ہوتا ہے، ان کے درمیان ہوتا ہے اور ہر وقت وہ شخص آزاد ہے کچھ نہ کچھ کرنے پر۔

اس لئے جماعت احمدیہ کا جو نظام حفاظت ہے، اس کے متعلق اب چونکہ خطبے کا وقت ختم ہو گیا ہے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں آخر پر، کہ اول حفاظت اللہ کی ہے۔ اس کی حفاظت کا سایہ ہو تو کسی کو کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے دعائیں کرتے رہیں اور جو اعلیٰ توقعات نظام جماعت سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا خیال کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسے کو امن و امان کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ خیر و عافیت سے گزارے اور ہر پہلو سے یہ خوشکن ہو اور خوشیوں کی خبریں لے کر آپ لوگ واپس لوٹیں اور اس وطن کے لئے دعائیں کرتے ہوئے واپس جائیں کہ اگر پہلے نہیں تو آپ کے جانے کے بعد کوئی نہ کوئی تبدیلی ان میں واقع ہو۔

☆......☆......☆

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ

ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء۔ ایک یوم الفرقان

(ظفر احمد ظفر - مربی سلسلہ)

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک منصوبہ کے تحت آئین میں ترمیم کرتے ہوئے آئین اور قانون کی رو سے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا جس پر جماعت احمدیہ کے مخالفین نے فتح کے شادیانے بجائے اور خوشیاں منائیں کہ ۹۰ سالہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۷ر ستمبر جماعت احمدیہ کے مخالفین کے لئے فتح وظفر کا دن نہیں تھا بلکہ یہ دن جماعت احمدیہ کے لئے فتح وظفر کی نوید لے کر طلوع ہوا اور یہ دن جماعت احمدیہ کے لئے یوم الفرقان ثابت ہوا جس میں جماعت احمدیہ کی سچائی اور صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔

جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی اور بے مثال تنظیم اور بے نظیر قوت عمل سے مرعوب ہو کر ۱۹۷۴ء کے اوائل میں جماعت کے خلاف ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ملک گیر تحریک چلانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اس تحریک کے لئے مجلس ختم نبوت کے مولویوں کو آلہ کار بنایا گیا۔ اور بعض عناصر کو تحریک ختم نبوت کی طرف سے سارے ملک میں احمدیوں کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کی گئی۔ احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ درجنوں بے گناہ احمدیوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ ان گنت احمدی گھروں اور دوکانوں کو لوٹا اور جلایا گیا اور احمدی بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں پر بے انداز ظلم ڈھائے گئے۔ یہاں تک کہ شیر خوار بچوں کو دودھ سے محروم کروایا گیا اور ختم نبوت کے مولویوں کی طرف سے یہ مطالبہ کروایا گیا کہ احمدیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور یہ کہ احمدیوں کے خلاف یہ تحریک اس وقت تک جاری رہے گی جب تک حکومت کی طرف سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جاتا۔

اس پر حکومت کی طرف سے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو قومی اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ درج ذیل وفد کے ساتھ قومی اسمبلی میں پیش ہوئے: حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر، ایڈووکیٹ۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ۵ر سے ۱۰ر اور ۲۰ر سے ۲۴ر اگست ۱۹۷۴ء تک کل ۱۱ دن قومی اسمبلی میں پیش ہوئے۔ اور اس وقت کے اٹارنی جنرل یحی بختیار نے ممبران قومی اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ سوالات کی وضاحت حضور سے حاصل کی۔ حضور انور نے ان سوالات کے کافی وشافی جوابات دئے جن سے ممبران اسمبلی بے حد متاثر ہوئے اور جس کا اعتراف جماعت احمدیہ کے شدید مخالف جمعیت علماء اسلام کے صدر اور ممبر قومی اسمبلی مولانا مفتی محمود صاحب نے ان الفاظ میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ ممبران قومی اسمبلی کا ذہن ہمارے موافق نہیں تھا بلکہ ان سے متاثر ہو چکا تھا تو ہم بڑے پریشان تھے۔ چونکہ ارکان اسمبلی کا ذہن بھی متاثر ہو چکا تھا اور ہمارے ارکان اسمبلی دینی مزاج سے واقف نہ تھے اور خصوصاً جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر احمد آیا تو قمیص پہنے ہوئے اور شلوار شیروانی میں ملبوس بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا کہ کیا یہ شکل کافر کی ہے۔ اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم ﷺ کا نام لیتا تھا تو ہمارے ممبران ہمیں گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ قرآن اور رسول کے نام کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو۔ یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے تو تمہیں کیا بنی ہے کہ آپ انکو کافر کہیں۔ اور ہم اللہ سے دست بدعا تھے کہ اے مقلب القلوب ان دلوں کو پھیر دے۔ اگر تو نے بھی ہماری مدد نہ فرمائی تو یہ مسئلہ قیامت تک اسی مرحلہ میں رہ جائے گا اور حل نہیں ہوگا۔ حتی کہ میں اتنا پریشان تھا کہ بعض اوقات مجھے رات کو تین چار بجے تک نیند نہیں آتی تھی''۔

(ہفت روزہ ''لولاک'' ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۵ء، صفحہ ۱۸، ۱۷)

شاید یہی وجہ ہے کہ یہ کارروائی ۲۰ سال کے لئے سر بمہر کر دی گئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بار بار مطالبہ کیا گیا کہ اس کارروائی کو شائع کر دیا جائے لیکن ابھی تک حکومت کو اس کی اشاعت کی توفیق نہیں ملی۔ شاید اس لئے کہ بعض ممبران اسمبلی کے اس کارروائی کے بارہ میں تاثرات یہ تھے کہ اگر اس کارروائی کو شائع کر دیا جائے تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کارروائی ایک منصوبہ کے تحت کی جارہی تھی اور جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلہ پہلے ہی کر لیا گیا تھا۔ یہ کارروائی محض ایک ڈرامہ تھا اس لئے اس ڈرامہ کا سین اس طرح ڈراپ ہوا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو جماعت احمدیہ کو آئین اور قانون کی رو سے غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

اس پر جماعت احمدیہ کے مخالفین نے بہت شادیانے بجائے اور خوشیاں منائیں، مٹھائیاں تقسیم کیں کہ ۹۰ سالہ مسئلہ حل کر دیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۷ر ستمبر جماعت احمدیہ کے لئے یوم الفرقان ہے۔ اس دن حق وباطل میں امتیاز روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کے آخری زمانہ میں بگڑے ہوئے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

(ترجمہ): ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوئی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن ایک فرقے کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یہ ناجی فرقہ کون سا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا جو میری اور میرے صحابہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا''۔

(ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ہذہ الامۃ۔ جامع الصغیر صفحہ ۱۱۰ مصری، ابن ماجہ کتاب الفتن باب افتراق الامم)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے امت محمدیہ کے ۷۳ فرقوں میں بٹ جانے کا ذکر فرمایا ہے اور ۷۲ فرقوں کو ناری اور ایک فرقہ کو ناجیہ قرار دیا ہے۔ فرقہ ناجیہ کون سا فرقہ ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مشکوٰۃ کے شارح علامہ علی بن سلطان القاری لکھتے ہیں:

(ترجمہ): یعنی ناجی فرقہ وہ ہے جو محمد ﷺ کی روشن سنت پر عمل کرے گا اور طریقہ احمدیہ پر گامزن ہوگا۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد اول صفحہ ۲٤۸ مصنفہ علی بن سلطان القاری۔ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اگرچہ شارح مشکوٰۃ کی تشریح سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو طریقہ احمدیہ پر گامزن ہے لیکن اس واضح اور روشن تشریح کے باوجود ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے فیصلے سے پہلے ہر فرقہ فرقہ ناجیہ ہونے کا مدعی تھا اور عوام الناس کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ ۷۲ کے مقابلے میں وہ ایک فرقہ کون سا ہے جسے آنحضرت ﷺ نے فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔ خدائی تقدیر یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے اس فیصلہ سے ۷۲ اور ایک میں فرق واضح ہو کر سامنے آگیا ہے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے بعد اخبار نوائے وقت نے لکھا:

''اس فیصلہ کو ایک خاص اہمیت ہے کہ اس پر اجماع امت بالکل صحیح طور پر ہوا ہے۔ اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع میں ملک کے سب بڑے بڑے علماء دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی رہنما کم حقہ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین برگزیدگان تصوف وطریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔ زعماء ملت اور عمائدین کا کوئی طبقہ نظر نہیں آتا جو اس فیصلہ پر خوشگوار ردعمل نہ رکھتا ہو''۔

(نوائے وقت مورخہ ١٦ر اکتوبر ١٩٧٤ء)

دیکھئے خدا تعالیٰ نے کس طرح جماعت احمدیہ کے مخالف کے قلم سے سچ ظاہر کروایا اور ان سے لکھوایا کہ ۷۲ کی اکثریت کون ہے اور ایک فرقہ کون سا ہے۔

لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اور آپ کے صادر کردہ فیصلہ سے بغاوت کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ۷۲ کی اکثریت سچائی پر ہے اور ''ایک'' یعنی جماعت احمدیہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں میری امت یہودیوں سے بھی آگے بڑھتے ہوئے ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی تو صرف ایک فرقہ سچائی پر ہوگا اور ۷۲ کی اکثریت سچائی پر قائم نہیں ہوگی۔ لیکن ۷ر ستمبر کو آنحضرت ﷺ کے فرمان کے صریح خلاف یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۷۲ سچ پر ہیں اور ایک سچ پر نہیں۔ ہر صاحب عقل معلوم کر سکتا ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو تمام پاکوں کے سردار ہیں، آپ کا فیصلہ درست ہے یا اس اسمبلی کا فیصلہ جس کے ممبران کے رسواکن کردار کی جھلک جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں شائع کردہ قرطاس ابیض میں دکھائی گئی تھی۔ (ملاحظہ ہو قرطاس ابیض، بھٹو کا دور حکومت جلد سوم)۔ اس قرطاس ابیض کی رو سے تو ان ممبران کی اکثریت کا کردار ایک عام انسان کے کردار سے بھی مطابقت نہیں رکھتا کجا یہ کہ ایسے ممبران کے فیصلہ کو نبیوں کے سردارؐ کے فیصلہ کے مقابلہ پر پیش کیا جائے۔

یقیناً سید المطہرین آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور فیصلے کے مقابل کسی اسمبلی کے فیصلے کی کوئی حیثیت نہیں۔ فیصلہ آنحضرت ﷺ کا ہی چلے گا اور اس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ ۷ر ستمبر کا سورج آنحضرت ﷺ کی عاشق جماعت احمدیہ کے لئے ایک فتح کی نوید لے کر چڑھا اور اس دن آنحضرت ﷺ کا چودہ سو سال پہلے بیان فرمایا ہوا ارشاد لفظ بلفظ پورا ہو گیا۔ اور یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیش کے لئے طے ہو گیا کہ ۷۲ ناری فرقے کون سے ہیں اور ایک ناجی فرقہ کونسا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اس وقت کے امام حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قومی اسمبلی میں یہی حدیث پیش کر کے ممبران اسمبلی پر واضح فرمایا تھا کہ آپ نے جو فیصلہ کرنا ہے میں اس سے آپ کو روک تو نہیں سکتا لیکن میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلہ کرو گے تو آنحضرت ﷺ کے اس واضح ارشاد سے انحراف کرو گے اور بغاوت کرو گے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے واضح انتباہ کے باوجود اس اسمبلی نے ارشاد نبویؐ سے انحراف اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت ہوا اور خدائی تقدیر دنیا کو یہ دکھانا چاہتی تھی کہ یہی ایک جماعت ہے جو ۷۲ کے مقابل پر ایک ہے اور جسے آنحضرت ﷺ نے فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپکے صحابہؓ کی سنت پر گامزن ہے اور طریقہ احمدیہ پر قدم مارنے والی ہے۔

فالحمدللہ علی ذٰلک

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمدٍ

و بارک وسلم انک حمید مجید۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

گئی۔ آپ نے پہلے صدر خدام الاحمدیہ اور بعد میں صدر انصار اللہ کے گرانقدر عہدوں پر فائز رہنے کے تجربات اور فرائض پر روشنی ڈالی۔ بہت سی باتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا کہ انصار کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنے خاندان کو خصوصاً اور جماعت کے افراد کو اسلامی تعلیمات اور روایات سلسلہ کے مطابق ڈھالیں اور اپنے گھروں میں روزانہ تلاوت قرآن مجید کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے درس کو رواج دیں۔ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں استفسار پر مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے تفصیلاً بتایا کہ ۱۹۷۳ء میں یعنی جشن سے ۱۶ سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جوبلی فنڈ کا قیام فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ وہ خود بھی اس کے ممبر تھے۔ اس کے پروگرام میں ۱۰۰ مساجد، قرآن کریم کے تراجم اور دنیا کی بڑی بڑی جماعتوں میں پرنٹنگ پریس کا قیام اور جماعت کو اپنا ریڈیو سٹیشن قائم کرنا تھا جو آج ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اس خیال کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رکھی تھی۔ اور بہت سی متعلقہ تفصیلات بھی بتائی گئیں۔ ان کے علاوہ کئی دیگر سوالات جماعتی تنظیموں کے بارے میں کئے گئے۔

(مرتّبہ: امتہ المجید چوہدری)

ملتا جلتا تھا حال میر کے ساتھ ۔ میں بھی زندہ رہا ضمیر کے ساتھ

ویران سرائے کا روشن دیا

مملکت شعر کا منفرد اور عالمی شہرت یافتہ باکمال احمدی شاعر

عَبید اللہ علیم

(فضیل عیاض احمد ۔ ربوہ)

چند سال ادھر کی بات ہے دبئی میں ایک بین الاقوامی محفل مشاعرہ برپا تھی میزبانِ مجلس سلیم جعفری نے اعلان کیا کہ اب میں جس شخص کو دعوت کلام دے رہا ہوں وہ اردو غزل کی آبرو ہیں اور یہ کہہ کر انہوں نے بلایا عبیداللہ علیم صاحب کو۔

علیم صاحب جنہیں آج مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے پاکستان کی ویران ادبی سرائے میں سچ کا ایک روشن دیا تھے وہ واقعتاً اردو غزل کی آبرو تھے وہ ادب کی دنیا کے ایک ایسے کھرے اور سچے آدمی تھے جنہیں ان کی مادر وطن کی دور خی ادبی دنیا نے حقیقی مقام نہیں دیا۔ علیم صاحب جو آج کراچی میں آسودہ خاک ہیں اس ادبی روایت کے امین تھے جس کا آغاز میر و غالب سے ہوا اور جس کی انتہا علیم صاحب پر ہوئی۔ انہوں نے اردو ادب کو ایک نئی جہت سے آشنا کیا۔

ساٹھ کی دہائی کی کراچی ــــــ نوجوان علیم صاحب کراچی کی ادبی دنیا میں نووارد۔ لیکن ایک منفرد لہجے کے باعث بے حد مقبولیت حاصل کرتے ہوئے ستارہ آنکھوں اور چاند چہرے والے علیم صاحب ہر نوجوان کے دل کی دھڑکن بن چکے تھے۔

۱۹۷۴ء میں ان کا مجموعہ ﴿چاند چہرہ ستارہ آنکھیں﴾ منظر عام پر آیا تو اس وقت ان کے شعر اردو ادب کی فضاؤں میں رس گھول رہے تھے۔

علیم صاحب ایک زندہ آدمی تھے جنہیں اپنے وجود کا اپنے ہونے کا احساس تھا۔ وہ اپنے لوگوں کے دکھ لکھ رہے تھے۔ وہ اپنی ذات میں ایک شاعر تھا لیکن آشوب ذات کا شاعر نہیں بلکہ انکشاف ذات کا شاعر تھا۔ وہ کہہ رہا تھا اور لوگ سن رہے تھے۔ وہ شعر کی صورت میں اپنا ابلاغ کر رہا تھا۔ اس کی شاعری میں اس کی شخصیت کی، اس کے لوگوں کی، اس کی دھرتی کی باتیں جھلک رہی تھیں۔ وہ اپنے ہونے کے احساس سے آشنا تھا اور خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اس کے سمجھنے کی تاب کون لوگ رکھتے ہیں۔ ؎

یہی چہرے میرے ہونے کی گواہی دیں گے
ہر نئے حرف میں جاں اپنی سمائے جاؤں
اہل دل ہونگے تو سمجھیں گے سخن کو میرے
بزم میں آ ہی گیا ہوں تو سنائے جاؤں

علیم صاحب آج شعر و ادب میں ایک روایت بن کر بولتے ہیں۔ وہ لکھتے تو ہر شخص کے دل کی آواز بن کر، بولتے تو ضمیر کی آواز بن کر۔ لفظ ان کے دامن میں موتی اور نگینے بن کر چمکتے، حرف ان کے آسمان پر ستارے بن کر جگمگاتے۔ انہوں نے حرفوں کے ان نگینوں اور لفظوں کے ان موتیوں سے جو خوبصورت زیور تراشے وہ عروس شعر کا سنگھار ہیں۔

علیم صاحب اپنے عہد کی آواز تھے، شکستہ انسانیت کی وہ پرزور آواز جس نے اپنے عہد کی شکستگی کا بیان کر کے اپنے عہد کے انسان کو اس کے ہونے کا احساس دلانے کی کوشش کی ہے۔ ؎

خیال و خواب ہوئی ہیں محبتیں کیسی
لہو میں ناچ رہی ہیں یہ وحشتیں کیسی
نہ صاحبانِ جنوں ہیں نہ اہلِ کشف و کمال
ہمارے عہد میں آئیں کثافتیں کیسی
جو ابر ہے سو وہ اب سنگ و خشت لاتا ہے
فضا یہ ہو تو دلوں کی نزاکتیں کیسی
یہ دور بے ہنراں ہے بچا رکھو خود کو
یہاں صداقتیں کیسی کرامتیں کیسی

علیم صاحب محبتوں کے شاعر تھے۔ ان کی ذات ایک مسلسل محبت تھی۔ اس محبت کی کوئی ایک جہت نہ تھی جہاں ان کو محبت ملی ان کے وجود سے محبت کے سوتے پھوٹنے لگے۔ وہ محبت تھا اور محبوب تھا۔ ؎

میں جسم و جاں کے تمام رشتوں سے چاہتا ہوں
نہیں سمجھتا کہ ایسا کیوں ہے
نہ خال و خد کا جمال اس میں نہ زندگی کا کمال کوئی
جو کوئی اس میں ہنر بھی ہوگا
تو مجھ کو اس کی خبر نہیں ہے
نہ جانے پھر کیوں
میں وقت کے دائروں سے باہر کسی تصور میں اڑ رہا ہوں
خیال میں خواب و خلوت ذات و جلوت بزم میں
شب و روز
مرا لہو اپنی گردش میں اسی کی تسبیح پڑھ رہا ہے
جو میری چاہت سے بے خبر ہے

علیم صاحب کے یہاں مجاز اور حقیقت کا ایک ایسا آہنگ نظر آتا ہے جو اردو شاعری میں سوائے درد کے اور ہمیں شاذ ہی نظر آتا ہے۔

غالب کی شاعری کا صوفیانہ رچاؤ فلسفیانہ رنگ رکھتا ہے مگر علیم صاحب کے یہاں تصوف کے پردے میں ہمیں ذاتی تجربات کی کسک بھی دکھائی پڑتی ہے۔ وہ جب اپنے لوگوں کو مظلوم دیکھتے ہیں تو انکے اندر کا انسان ترنم ریز ہوتا ہے۔ البتہ ان کا اندازِ بیان نا امیدی کی بجائے امید کے چراغ روشن کرتا ہے اور ان کی نگاہ اپنے مالک حقیقی کی طرف اٹھتی ہے۔ ؎

اب تو فراق صبح میں بجھنے لگی حیات
بار اِلٰہ کتنے پہر رہ گئی ہے رات
ہر تیرگی میں تو نے اتاری ہ روشنی
اب خود اتر کے آ کہ سیاہ تر ہے کائنات
جاگے کوئی ستارہ صبح یقیں کہ پھر
سر سے بلند ہو گیا سیل توہمات

علیم صاحب کے یہاں اس دور کی نسل کے مسائل اور ان کا بیان اپنے پورے عروج پر ہوتا ہے لیکن جب وہ غزل سرا ہوتے ہیں تو صرف ایک نسل نہیں بلکہ پورے عہد کی آواز بن کر۔ وہ فلک و چرخ کو مورد الزام ٹھہرانے کی بجائے تلخیوں کی طرف لے جاتے ہیں جو اصل حقائق ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ صریر خامہ نوائے سروش ہے۔

میں کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
مرے شہر جل رہے ہیں مرے لوگ مر رہے ہیں
کبھی رحمتیں تھیں نازل اسی خطۂ زمیں پر
وہی خطۂ زمیں ہے کہ عذاب اتر رہے ہیں
کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی
ہمیں قتل ہو رہے ہیں، ہمیں قتل کر رہے ہیں

علیم صاحب کی شاعری میں شعر لفظوں کی بازیگری کا نام نہیں بلکہ ان کے یہاں شعر ایک تخلیق ہے اور ایک ایسی تخلیق جس میں صاحب تخلیق کی ذات اپنے پورے کرب اور مسرت کے ساتھ جھلکتی ہے شاید میرے لفظوں سے کسی کو اس بات کا ابلاغ نہ ہو سکے کہ کرب اور مسرت باہم کس طرح یکجا ہو سکتے ہیں۔ تخلیق کے بعد جو دلی کیفیت اس کے خالق کے اندر اس کو دیکھنے کے بعد پیدا ہوتی ہے اس کو سوائے مسرت کے کسی اور نام سے یاد نہیں کیا جا سکتا۔ ؎

سخن میں سہل نہیں جاں نکال کر رکھنا
یہ زندگی ہے ہماری سنبھال کر رکھنا
میں اپنے وجود کا ہوں شاعر
جو لفظ لکھوں گا سب لکھو گے
قسمت شب زدگاں جاگ ہی جائے گی علیم
جرس قافلہ خوش خبراں ہیں ہم لوگ
لکھتے ہیں پر یہ نہیں جانتے لکھنے والے
نغمہ اندوہ سماعت ہے اثر ہونے تک
جو کچھ بھی ہوں اپنی ہی صورت میں ہوں
غالب نہیں ہوں میر و یگانہ نہیں ہوں میں

بچوں کی طرح یہ لفظ میرے
معبود انہیں بولنا سکھا دے
یہ میرا عہد یہ میری دکھی ہوئی آواز
میں آ گیا جو کوئی نوحہ گر بھی آتا ہے

علیم صاحب کو لفظ برتنے کا سلیقہ آتا ہے۔ ان کے یہاں ایک مکمل استعاراتی اور تلمیحاتی نظام موجود ہے۔ ؎

مٹی تھا میں خمیر تیرے ناز سے اٹھا
پھر ہفت آسمان میری پرواز سے اٹھا
انسان ہو کسی بھی صدی کا کہیں کا ہو
یہ جب اٹھا ضمیر کی آواز سے اٹھا
وہ ابر شبنمی تھا کہ نہلا گیا وجود
میں خواب دیکھتا ہوا الفاظ سے اٹھا

انہوں نے جو بھی استعارہ یا تلمیح استعمال کی ہے اسے اس کا خوب ادراک ہے اور وہ واقعہ اس پر گزرا ہے۔ علیم صاحب کا تعلق پاکستان کی اس مظلوم اقلیت سے ہے جو اکثریت کے ظلم کا مسلسل نشانہ بن رہی ہے۔ اپنے ان تمام لوگوں کا دکھ ان کے دل میں گھر کر گیا ہے۔ اور جب وہ ان کو سامنے رکھ کر لکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ گویا ہر واقعہ ان کی ذات کا واقعہ ہے۔ ؎

چلو اب فیصلہ چھوڑیں اسی پر
ہمارے درمیاں جو تیسرا ہے
رکھو سجدے میں سر اور بھول جاؤ
کہ وقت عصر ہے اور کربلا ہے
اندھیرے میں عجب اک روشنی ہے
کوئی خیمہ دیا سا جل رہا ہے
ہزاروں آبلے پائے سفر میں
مسلسل قافلہ ایک چل رہا ہے

گزرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تو ہے
اندھیرے میں اجالا دھوپ میں سایا فقط تو ہے
تو ہی دیتا ہے نشہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر اک ظالم کا نشہ توڑنے والا فقط تو ہے
وہی دنیا وہی ایک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہو کربلا اس دیں کا رکھوالا فقط تو ہے

کوئی قاتل نہیں گزرا ایسا
جس کو تاریخ بچا کر لے جائے

۱۹۸۴ء کا سال پاکستان کی مذہبی تاریخ میں ایک نہایت بھیانک سال تھا۔ اس سال وہ رسوائے زمانہ آرڈیننس جاری ہوا جس نے پوری دنیا میں ہمارے ملک کا نام مٹی میں ملا دیا۔ ایک آمر نے مذہب کا سہارا لے کر پاکستان کی بہی خواہ اور ہمدرد جماعت پر ایسی ناروا پابندیاں لگائیں جن کی مثال تاریخ کے تاریک دور میں بھی نہیں ملتی۔

اس ظلم نے اس دور کے احمدی کے حساس دل کو دکھا دیا اور شاعر کی کیفیت میں وہ تبدیلی آئی جس نے اردو کے مزاحمتی ادب میں ایک نئی جہت کا آغاز کیا۔ غزل کی تمام تر نزاکتوں کے ساتھ علیم صاحب کا شعر ایک نئے آفتاب کے ساتھ طلوع ہوا۔ ایسی ایسی کیفیات کا اظہار ہمیں ان کے یہاں نظر آتا ہے جس کی مثال ہمیں اور کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ ۱۹۸۵ء کی ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ یہ غزل دیکھ کر

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

یوں محسوس ہوتا ہے کہ علیم صاحب حقیقت کی دنیا میں کھو کر ابدی صداقتوں میں ڈوب کر غیب سے بولتے تھے اور آنے والے کل کی حقیقتوں کا خوب ادراک رکھتے تھے۔

ملتا جلتا تھا حال میر کے ساتھ
میں بھی زندہ رہا ضمیر کے ساتھ
ایک نمرود کی خدائی میں
زندگی تھی عجب فقیر کے ساتھ
آنکھ مظلوم کی خدا کی طرف
ظلم ایک ظلمت کثیر کے ساتھ
جرم ہے اب مری محبت بھی
اپنے قادر و قدیر کے ساتھ
اس نے تنہا کبھی نہیں چھوڑا
وہ بھی زنداں میں ہے اسیر کے ساتھ
کس میں طاقت وفا کرے ایسی
اپنے بھیجے ہوئے سفیر کے ساتھ
آنے والا ہے اب حساب کا دن
ہونے والا ہے کچھ شریر کے ساتھ
تیرے پیچھے ہے جو قضا کی طرح
کب تلک جنگ ایسے تیر کے ساتھ
شب دعاؤں میں تربتر میری
صبح ایک خواب دلپذیر کے ساتھ
اہل دل کیوں نہ مانتے آخر
حرف روشن تھا اس حقیر کے ساتھ

....

علیم صاحب کا محبوب کوئی تخیلاتی اور فرضی محبوب نہیں وہ ایک ایسا وجود ہے جو سچ مچ اس کے وجود کا حصہ بن چکا تھا جس کے ساتھ اس کا ایک اور قلبی تعلق قائم تھا جو اس کے اندر ایک تسلسل سے تبدیلی پیدا کر رہا تھا اور اس حقیقی تعلق کے نتیجے میں اس کے اندر سے ایک اور حقیقی اور سچی آواز نکلتی تھی۔

زمین جب بھی ہوئی کربلا ہمارے لئے
تو آسمان سے اترا خدا ہمارے لئے
انہیں غرور کہ رکھتے ہیں طاقت و کثرت
ہمیں یہ ناز بہت ہے خدا ہمارے لئے
بس ایک لو میں اسی کے گرد گھومتے رہنا
جلا رکھا ہے جو اس نے دیا ہمارے لئے
وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے
وہ ایک شخص دعا ہی دعا ہمارے لئے
وہ نور نور چمکتا ہوا سا اک چہرہ
وہ آئینوں میں حیا ہی حیا ہمارے لئے
دیے جلائے ہوئے ساتھ ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمہاری دعا ہمارے لئے

....

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆.......☆.......☆.......☆
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257

سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز
اے اپنے رب کے عشق میں دیوانے آدمی
دیوانے تیرے ہم کہ ہوا تو خدا کا ناز
کیوں کر کھلے خدا جو نہ دیکھو وہ آدمی
سجدہ کرے زمیں پہ تو ہو عرش پہ نماز
آیا زباں پہ اسم گرامی کہ بس ادھر
پُر نم ہوئی وہ آنکھ وہ سینہ ہوا گداز

....

علیم صاحب کا تعلق آدمیوں کے جس گروہ سے تھا وہ ایک زندہ خدا کے قائل اور اپنی کیفیت میں خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے تھے جن کے یہاں خدا کی محبت کے نتیجے میں اس سے ایک ایسا تعلق بن جاتا ہے کہ وہ سمیع خدا، مجیب بھی بن جاتا ہے۔

علیم صاحب کو اس تعلق کا خوب ادراک تھا اور اس ادراک کا اظہار ان کے شعر میں جا بجا ملتا ہے۔ "ویران سرائے کا دیا" کی آخری غزل اسی آہنگ سے لکھی گئی ہے۔ اس غزل کا استعاراتی اور تلمیحاتی نظام بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

دل ہی تھے ہم دکھے ہوئے تم نے دکھا لیا تو کیا
تم بھی تو بے اماں ہوئے ہم کو ستا لیا تو کیا
آپ کے گھر میں ہر طرف منظر ماہ و آفتاب
ایک چراغ شام اگر میں نے جلا لیا تو کیا
باغ کا باغ آپ کی دسترس ہوس میں ہے
ایک غریب نے اگر پھول اٹھا لیا تو کیا
لطف یہ ہے کہ آدمی عام کرے بہار کو
موج ہوائے رنگ میں آپ نہا لیا تو کیا
اب کہیں بولتا نہیں غیب جو کھولتا نہیں
ایسا اگر کوئی خدا تم نے بنا لیا۔ تو کیا
جو ہے خدا کا آدمی اس کی ہے سلطنت الگ
ظلم نے ظلم سے اگر ہاتھ ملا لیا تو کیا
آج کی جو ہے کربلا کل پہ ہے اس کا فیصلہ
آج ہی آپ نے اگر جشن منا لیا تو کیا
لوگ دکھے ہوئے تمام رنگ بجھے ہوئے تمام
ایسے میں اہلِ شام نے شہر سجا لیا تو کیا

....

علیم صاحب ایک سچے اور کھرے اور محبتیں دینے والے آدمی تھے۔ ان کی نفرتیں بھی عجب تھیں اور ان کی محبتیں بھی کمال تھیں۔ وہ مسیح محمدی کے آسمانی علم سے فیض پا کر لکھتے ہیں۔ ہم جب بھی نئے لکھنے والوں کے ہمراہ ان سے ملے تو آپ نے ہمیشہ یہی کہا کہ یہ صدی احمدی شعراء کی صدی ہے۔ احمدی شعراء کو اپنی روایت اور احمدیہ علم کلام کا پورا ادراک کر کے لکھنا چاہئے۔

علیم صاحب کو اس کا پورا ادراک تھا اور آپ نے اس سے خوب استفادہ کیا۔ ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کمالِ آدمی کی انتہا ہے
وہ آئندہ میں بھی سب سے بڑا ہے
کوئی رفتار ہو گی روشنی کی
مگر وہ اس سے بھی آگے گیا ہے

جہاں بیٹھے صدائے غیب آئی
یہ سایہ بھی اسی دیوار کا ہے
مجسم ہو گئے سب خواب میرے
مجھے میرا خزانہ مل گیا ہے
حقیقت ایک ہے لذت میں لیکن
حکایت سلسلہ در سلسلہ ہے
یونہی حیراں نہیں ہیں آنکھ والے
کہیں ایک آئینہ رکھا ہوا ہے
وصال یار سے پہلے محبت
خود اپنی ذات کا اک راستہ ہے
جدھر دیکھوں میری آنکھوں کے آگے
انہی نورانیوں کا سلسلہ ہے

اس کی ایک اور دلچسپ مثال جامعہ احمدیہ ربوہ میں ہونے والی وہ ایک شعری نشست ہے۔ یہ علیم صاحب کی زندگی میں آخری پبلک نشست تھی جس میں علیم صاحب نے اپنی ایک تازہ غزل سنائی جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

تو ذرّہ ذرّہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت

آپ نے مصرعہ سنا کر وفور محبت اور نہایت جذب سے پوچھا کہ یہ مضمون پتہ ہے کہاں سے لیا گیا ہے۔ پھر خود اس علم کلام کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہوئے اور عرفان کے نشہ میں ڈوب کر کہا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم سے لیا گیا ہے۔ ہم اپنے پڑھنے والوں کی روحانی بصیرت کے لئے وہ حصہ پیش کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "صادق المحبت انسان جو سچی محبت خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے وہ وہ یوسف ہے جس کے لئے ذرہ ذرہ اس عالم کا زلیخا صفت ہے۔ اور ابھی حسن اس کا اس عالم میں ظاہر نہیں کیونکہ یہ عالم اس کی برداشت نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں جو فرقان مجید ہے فرماتا ہے کہ مومنوں کا نور ان کے چہروں پر دوڑتا ہے اور مومن اس حسن سے شناخت کیا جاتا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں نور ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲۳،۲۲۴)

اس غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے
وہ حسن کا اس کا بیاں کیا کرے جو دیکھتا ہو
ہر ایک ادا سے کئی قد نکلتے ہوئے
وہ موج میکدہ رنگ ہے بدن اس کا
کہ ہیں طلاطم مے سے سبو اچھلتے ہوئے
تو ذرّہ ذرّہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت
چلے جو دشت بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے
یہ روح کھنچتی چلی جا رہی ہے کس کی طرف
یہ پاؤں کیوں نہیں تھکتے ہمارے چلتے ہوئے
اسی کے نام کی خوشبو سے سانس چلتی رہے
اسی کا نام زباں پر ہو دم نکلتے ہوئے
خیال و خواب کے کیا کیا نہ سلسلے نکلے
چراغ جلتے ہوئے آفتاب ڈھلتے ہوئے

اندھیرے ہیں یہاں سورج کے نام پر روشن
اجالوں سے یہاں دیکھے ہیں لوگ جلتے ہوئے
اتار ان میں کوئی اپنی روشنی یارب
کہ لوگ تھک گئے ظلمت سے لب بہلتے ہوئے
وہ آ رہے ہیں زمانے تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے انسان کو بدلتے ہوئے
وہ صبح ہو گی تو فرعون پھر نہ گزریں گے
دلوں کو روندتے انسان کو مسلتے ہوئے

....

علیم صاحب کو جاننے والے جانتے ہیں کہ ان کی محبتیں ان کے وجود کے اندر سے پھوٹتی تھیں وہ اپنے ضمیر کی زندہ آواز تھے۔ کسی ملامت کی پرواہ کئے بغیر وہ زندہ رہے۔ ان کے اندر آج کے آدمی کی شکست و ریخت دیکھ کر ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی جو ان کو نت نئے انداز میں بات کہنے پر مجبور کرتی اور یہ کیفیت اس شجر برگزیدہ کی صفت بھی ہے جس کی وہ ایک شاخ تھے۔

علیم صاحب جانتے تھے کہ آج کا انسان اپنے گھر سے دور اور معاشی تگ و دو میں اس قدر محو ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی بسا اوقات اپنا گھر توڑ بیٹھتا ہے اور اس میں بسا اوقات اس کو کچھ پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیا ہو گیا ہے۔ اس کیفیت کا اظہار ان کی ایک غزل سے ہوتا ہے۔

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایا دے وہ سچا سایا گھر میں ہے
پاتال کے دکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے
مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایہ گھر میں ہے
تو ننھا منا ایک دیا میں ایک سمندر اندھیارا
تو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے
کیا سوانگ بھرے روٹی کے لئے عزت کے لئے شہرت کے لئے
سنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے
ایک ہجر زدہ بابل پیاری تیرے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو تیری تنہا دنیا گھر میں ہے
دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

ایک اور غزل میں کہتے ہیں۔

کھا گیا انسان کو آشوبِ معاش
آ گئے ہیں شہر بازاروں کے بیچ

علیم صاحب کے اب تک دو مجموعہ ہائے کلام آ چکے ہیں پہلا ﴿چاند چہرہ ستارہ آنکھیں﴾ اور دوسرا ﴿ویران سرائے کا دیا﴾۔

چاند چہرہ کو تو پاکستان کا سب سے وقیع ادبی انعام بھی مل چکا ہے یعنی آدم جی پرائز۔

دونوں مجموعوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے کا سارا انتخاب ہی ہے۔ اور یہ انتخاب دوسرے شعراء کی طرح کا انتخاب نہیں کہ ہزاروں غزلوں، نظموں اور شعروں کو لے کر بیٹھ گئے اور انتخاب کر لیا بلکہ علیم صاحب تو لکھتے ہی منتخب تھے۔ ان کا تو ہر شعر ہی انتخاب ہے۔ ایک ایسا انتخاب جس کے

ہر شعر پر بات کی جاسکتی ہے اور کہی جاسکتی ہے۔

اب میں اپنی اس تحریر کو اس خط پر ختم کرتا ہوں جو حضرت امام جماعت احمدیہ، خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے علیم صاحب کو مورخہ ۱۸؍ مارچ ۱۹۹۳ء کو لکھا۔ اس سے بڑھ کر علیم صاحب کو کیا خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے۔ علیم صاحب تو مملکت شعر کی خدائی کا تاج سر پر سجا کر بیٹھے دیکھے جاسکتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے تحریر فرمایا: "کیا پہلے آپ نے کچھ کم ظلم کیا تھا جب غالب کو خود اس کی شعری زمین میں مات دے دی کہ اب نثری زمین میں بھی اس کے پسندیدہ اکھاڑے یعنی خطوں کے احاطہ میں اس کا نام مٹی میں ملانے کے درپے ہیں۔

کبھی میں آپ کی اس نظم کو دیکھتا ہوں اور کبھی اس خط کو۔ خدا کی قدرت ہے کہ دونوں ہی یکے بعد دیگرے میرے گھر میں آئے اور دل میں مقام کر گئے۔ ماشاء اللہ چشم بددور

آپ اس زمانہ میں پیدا ہوئے اور اس زمانے کی مخلوق میں جا ملے جو میر تقی میر سے غالب کے وقت تک اور کچھ عرصہ بعد اس غروب ہوتے ہوئے زمانے کی شفق میں دکھائی دیا کرتی تھی۔

آپ کا روپ اور کیفیت بدلتا ہوا خط ماشاء اللہ چشم بددور۔ ایک بھرپور جوانی سے اٹھلاتی ہوئی پیچ و خم کھاتی ہوئی پہاڑی ندی کی طرح ہے۔ ہر مشکل مقام پر اور بپھر جاتی ہے ہر تنگی اسے کچھ اور ابھارتی اور اچھالتی ہے۔ دیو ہیکل چٹانیں جہاں راہ روکے کھڑی ہوں وہاں پہلے سے بھی بڑھ کر خود اعتمادی اور جوش اور قوت کے ساتھ اس کے بیچوں بیچ سنگلاخ زمینوں میں گہرے گھاؤ ڈالتی ہوئی چٹانوں کے سینے چیرتی ہوئی اپنی راہ بناتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ پر ہیبت چٹانوں کو ہیبت زدہ دیکھنا ہو تو کوئی وہاں دیکھے جہاں بلندیوں سے اترتے ہوئے پانیوں کا جلال اور گرجتی غراتی شور مچاتی لہروں کے تھپیڑوں سے چٹانوں کے منہ پھرتے اور بدن کانپتے ہیں۔ پہاڑ لرزتے اور کنارے تھر تھراتے ہیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ پہاڑ اور روانی کی قوتوں کو جمود کی طاقتوں پر کیسا افتخار بخشا گیا ہے اور کیسی فوقیت عطا کی گئی ہے۔

پھر وہ ندی جب بازو پھیلائے ہوئے کشادہ دل وادیوں کی منکسر المزاج سرزمین میں داخل ہوتی ہے تو کیسے اس کے ماتھے کے بل ان پیار کی راہوں پر بچھ جاتے ہیں اور وہ جلال کا جبہ اتار کر جمال کی چادر اوڑھ لیتی ہیں اور اس کی نورانی نہلائی ہوئی قامت گلزار اپنے پیار کی باہیں وادی کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلا دیتی ہے اور جھک جھک کر اپنے قدموں پر نثار وادی کے بوسے لیتی ہے وہاں ادب کی راجدھانی میں ہلکے سروں میں سرگوشیوں میں باتیں ہوتی ہیں۔ یہ پانی کناروں سے باہر دور تک پھیلا ہوا سبزہ و گل کا حسن بھی اپنے سینے میں اتار کر پہلو میں لئے ہوئے چلتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جہاں عشق کا عرفان فلسفے کے لاینحل مسائل کو حل کرتا ہے جہاں ماؤ تو کے فاصلے مٹ جاتے ہیں اور من تو شدم تو من شدی کا وجدان نصیب ہوتا ہے یہ کنارے کا حسن اپنے پہلو میں بہتے ہوئے سیال شیشے میں اتر آتا اور حسن فطرت آئینوں کو آئینے دکھاتا ہوا ایک عجیب شان محبوبی اور ادائے دلبری کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔

اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آسمان سے اترتی ہوئی تحریر سے بڑھ کر ایسا جلال اور جمال میں نے اور کہیں نہیں دیکھا جو بعینہ پہاڑی ندی کے بے ساختہ خودرو ادلتے بدلتے مناظر پیش کرتا ہے۔

یہ پاکیزہ فصاحت و بلاغت تو صرف ان سچے پانیوں کو نصیب ہو سکتی ہے جو ہر قسم کے تصنع اور تکلف کی آمیزش سے پاک ہوں۔ جب یوں ہو تو نور اور پانی ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں الہام اور تحریر میں فرق نہیں رہتا۔

لیکن اس سے اتر کر اور بھی کئی بلند مقامات ہیں۔ آپ کو بھی ایک مقام امتیاز و افتخار بخشا گیا ہے جو اس دور میں آپ ہی کا حصہ ہے۔ نظم ہو یا نثر آپ کی تحریر اگر نور نہیں تو نوروں نہلائی ہوئی ضرور ہے۔ آپ کی تحریر کا پانی بھی بلندیوں سے اترتا ہے اور ہر مشکل مقام میں جولانی دکھاتا ہے۔

مجھے یاد نہیں کہ کیوں اور کب اور کس جگہ مگر یہ یاد ہے کہ آپ کا خط پڑھتے ہوئے کسی وقت یہ شعر میری زبان پر جاری ہو گیا۔

﴿دجلہ را امروز رفتار عجب مستانہ ایست
پائے در زنجیر کف بر لب مگر دیوانہ ایست﴾

(بشکریہ ماہنامہ "خالد" ربوہ جولائی ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۲ تا ۲۱)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

چاہئے یعنی دل پر۔ لیکن جب آپ کا دل اللہ اللہ کرنے لگے گا تو اس میں جو نور پیدا ہوگا وہ نہ صرف چہروں، ہاتھوں بلکہ وہ آپ کے دلوں میں بھی موجود ہوگا۔ دل کا دوران خون یہ نور جسم کے ہر حصے تک پہنچ جائے گا۔ ہر انسان کے اندر اللہ نے سات روحانی اجسام رکھے ہیں اور ۹ ان کی نائب مخلوقات بھی ہیں اس طرح ہر انسان کے اندر کل سولہ مخلوقات موجود ہیں یہ تمام مخلوقات اس شخص کی ہم شکل ہوتی ہیں جس کے اندر وہ موجود ہیں۔ یہ مخلوقات اللہ کے نور سے پرورش پاتی ہیں اور روحانی ترقی حاصل کر کے روحانی طریقہ سے جسم انسانی سے باہر بھی نکل سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ کے ولیوں اور بزرگوں کو ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر دیکھتے ہیں۔ اگر اللہ آپ میں سما جائے اور اگر آپ مسلمان ہیں تو ولی کہلائیں گے، اگر سکھ ہیں تو آپ گرو کہلائیں گے اور اگر عیسائی ہیں تو سینٹ کہلائیں گے۔ یہ تعلیمات ہر شخص کے لئے عام ہیں جو ان پر عمل کرنا چاہے۔ اگر آپ مجھ سے رابطہ نہ کر سکیں تو چاند جب مشرق کی طرف سے طلوع ہو تو آپ کو اس میں میری شبیہ نظر آئے گی۔ اس وقت اگر آپ میری شبیہ دیکھ سکیں تو تین مرتبہ اللہ کہیں اس کے بعد آپ کو اجازت ہے کہ میری تعلیمات پر عمل کریں۔ جب آپ عمل کریں گے تو میں آپ کی روحانی مدد کروں گا۔ اور آپ روحانی طور پر مجھ کو دیکھ سکیں گے کہ میں آپ کی مدد کر رہا ہوں۔ اب اگر آپ کو کچھ مشاہدات ہوں تو ہم سے رابطہ کریں"۔

(رسالہ گوہر 98-1997 صفحہ ۶،۵)

قرآن کریم نے تو یہ عظیم الشان اعلان فرمایا ہے کہ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"۔ کہ (اے محمدؐ) تو یہ اعلان کر دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ لیکن جناب گوہر شاہی صاحب اس کے بالکل برعکس اعلان فرما رہے ہیں اور کلیۃً ایک نئی تعلیم پیش کر رہے ہیں۔ جس میں قرآن اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اتباع کا نہ صرف یہ کہ سرے سے کوئی ذکر ہی موجود نہیں بلکہ عملاً اس کی تنسیخ کا اعلان ہے۔ ان کی تعلیمات کی رو سے اگر کوئی عیسائی ہے اور حضرت یسوع مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم کرتا ہے، خواہ وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کا منکر اور مکذب ہے یا دہریہ ہے اور سرے سے خدا کے وجود اور سلسلہ انبیاء سے ہی انکاری ہے تو بھی وہ ان کے بیان کردہ طریقے سے "روحانیت" حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس طرح پر اب مسلمانوں کو بھی نہ نماز کی ضرورت ہے نہ روزے کی۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اللہ اور حضرت محمد رسول اللہ کی اطاعت سے ہی انسان روحانی انعامات کو حاصل کر سکتا ہے اور آپ کی اطاعت کے بغیر تو صالحیت کا مقام بھی نہیں ملتا مگر گوہر شاہی صاحب کی مبینہ تعلیمات کی رو سے اب نہ اسلام کی ضرورت ہے نہ قرآن کی اور نہ محمد مصطفی ﷺ کی بلکہ صرف ان کی پیروی سے روحانیت مل سکتی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ تعجب ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں انہیں اپنی تعلیمات کی اشاعت کی کھلی چھٹی ہے۔ اور جماعت احمدیہ پر قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ کی تعلیمات کی اشاعت کے نتیجہ میں مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

جرم میں مشرکین نے تین دن بھوکا پیاسا اور دھوپ میں باندھ کر رکھا اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے یہ سلوک فرمایا کہ رؤیا میں ٹھنڈا اور میٹھا پانی پلایا جو آپؓ نے اپنے اوپر بھی چھڑک لیا۔ مشرکین نے یہ جب آپؓ کی حالت دیکھی اور رؤیا سنی تو ایمان لے آئے۔

آنحضور ﷺ کے دعویٰ سے قبل آپؐ کی دو صاحبزادیوں کے نکاح ابولہب کے دو بیٹوں سے ہو چکے تھے۔ جب آپؐ نے توحید کا اعلان کیا تو ابولہب نے اُن دونوں کو طلاق دلوادی۔ یہ دونوں مقدس خواتین پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ جب آپؓ مسلمان ہوئے تو آپؓ کی والدہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا لیکن آپؓ نے جواب دیا کہ اگر تجھ میں ہزار جانیں بھی ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں تو بھی میں کسی قیمت پر دین سے جدا نہیں ہو سکتا۔ یہ استقامت دیکھ کر آپؓ کی والدہ نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

حضرت ابو سلمہؓ نے مدینہ ہجرت کا ارادہ کیا تو آپؓ کی اہلیہ اور بیٹے کو اُن کے قبیلہ نے روک کر قید کر دیا۔ بعد میں بیٹے کو بھی ماں سے حضرت ابو سلمہؓ کے قبیلہ والوں نے لے لیا اور اس طرح بیوی کو خاوند سے اور بیٹے کو ماں سے جدا کر دیا۔ حضرت ام سلمہؓ روزانہ صبح ویرانوں میں نکل جاتیں اور سارا دن آنسو بہاتیں۔ سارا سال اسی طرح گزر گیا آخر ایک آدمی کو ان پر رحم آیا اور انہیں بچہ واپس کر کے مدینہ جانے کی اجازت دیدی گئی۔ اور آپؓ اکیلی بچے کو لے کر مدینہ پہنچیں۔ یہی ام سلمہؓ اپنے خاوند کی شہادت کے بعد آنحضور ﷺ کے عقد میں آئیں اور امّ المومنین کہلائیں۔

مسلمان ہونے کے جرم میں حضرت خبابؓ کی اجرت دینے سے عاص بن وائل نے انکار کر دیا۔ حضرت صہیبؓ نے جب ہجرت کرنا چاہی تو کفار نے کہا کہ تم مکہ میں محتاج ہو کر آئے تھے لیکن یہاں آکر دولتمند ہو گئے ہو اب یہ مال لے کر تم یہاں سے نہیں جاسکتے۔ اس پر حضرت صہیبؓ نے سارا مال کفار کو دے دیا اور مدینہ ہجرت کی۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین ایمان لائے تو قوم نے سارے کپڑے چھین لئے۔ آپؓ کی ماں نے ایک چادر انہیں دی جس کے دو حصے کر کے ایک کی آپ نے تہبند بنائی اور دوسرا قمیص کے طور پر اوپر لے لیا اور انہی کپڑوں میں مدینہ ہجرت کی۔ کئی اور صحابہؓ بھی اپنی جائیدادیں اور مال و دولت چھوڑ کر صرف تن کے کپڑوں میں مدینہ پہنچے۔ خود آنحضور ﷺ کی ساری جائیداد پر عقیل نے جو اُس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے قبضہ کر لیا اور آپؐ کی عالی ظرفی یہ تھی کہ فتح مکہ کے بعد بھی جائیداد کی واپسی کا مطالبہ نہ کیا۔

آج ان اصحاب رسولؐ کے تمام دشمن ملیامیٹ ہو چکے ہیں لیکن صحابہؓ کو عزت اور فخر کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ یہی تاریخ ہے جو آج بھی دہرائی جارہی ہے۔ یہی قربانیاں ہیں جن کے مقدر میں فنا نہیں لکھی گئی اور یہی عظمتیں ہیں جو ناقابل تسخیر ہیں۔

Watch Huzur everyday on Intelsat
SUPER OFFER
Zee-TV Cards & Dec
>DM589.00<
This offer is for short time
Digital & Analog Dec.
Rec LCN & Dish are available
just call —— Saeed A.Khan
Authorised ZEE TV (Agent)
Tel: 00-49 -8257 1694
Apna TV
Fax: 00-49 -8257 928828
Helpline: 0049 171 343 5840
SKY
e-mail:S.Khan@t-online.de

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

استقامت کے شہزادے

حضرت خبابؓ لوہار تھے اور کفار اُن کی بھٹی میں سے دہکتے ہوئے کوئلے نکال کر زمین پر بچھا دیتے تھے اور پھر حضرت خبابؓ کو اُن کوئلوں پر لٹاکر کوئی بدبخت آپؓ کی چھاتی پر چڑھ جاتا تھا تاکہ آپؓ حرکت نہ کر سکیں- چربی کے جلنے کی بو آیا کرتی اور دہکتے ہوئے کوئلے اُس مظلوم کے نیچے ٹھنڈے ہو جاتے لیکن ظالم کا دل نہ پسیجتا...... ایسے میں بھی جب بعض صحابہؓ نے خدمت رسالت میں حاضر ہو کر کفار مکہ کے لئے بددعا کرنے کی درخواست کی تو آنحضورﷺ کا چہرہ جوش سے تمتما اٹھا اور فرمایا کہ دیکھو تم سے پہلے وہ لوگ گزرے ہیں جن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے نوچ نوچ کر ہڈیوں تک صاف کردیا گیا مگر وہ اپنے دین سے متزلزل نہیں ہوئے اور وہ بھی جن کے سروں پر آرے چلا کر ان کو دو ٹکڑے کردیا گیا مگر ان کے قدموں میں لغزش نہیں آئی- دیکھو خدا مجھے ضرور غلبہ دے گا......- چنانچہ پھر اسی سرزمین مکہ میں آپؐ ایک فاتح کی حیثیت سے دس ہزار صحابہ کے ساتھ داخل ہوئے اور اسلام نے شرک اور کفر کو شکست دی اور اُن کفار کی گردنیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جُھک گئیں جو مسلمانوں کو دکھ دینے میں پیش پیش تھے- روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸ر اپریل سے متعدد اقساط پر مشتمل ایک مضمون مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے جس میں آنحضرتﷺ اور آپؐ کے ابتدائی صحابہ کی طرف سے ایمان کی خاطر پیش کی جانے والی قربانیوں کے زندۂ جاوید نمونے پیش کئے گئے ہیں-

آنحضرتﷺ کے اصحاب کو تیروں، تلواروں اور نیزوں سے شہید کیا گیا، صلیب دے کر شہید کیا گیا، جلتے انگاروں پر لٹایا گیا، عین دوپہر کے وقت گرم پتھروں پر گھسیٹا گیا، زدوکوب کیا گیا اور مار مار کر لہولہان کردیا گیا- الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلائی جاتی، لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا- انہیں بھوکا اور پیاسا رکھا گیا، قیدوبند کی صعوبتیں دی گئیں، سوشل بائیکاٹ ہوا، جائیدادیں چھین لیں، ماؤں سے بچے جدا کردیئے، ہجرت پر مجبور کیا گیا، مقدس حاملہ عورتوں کے حمل گرائے گئے، نام بگاڑے گئے، مساجد شہید کی گئیں اور نماز پڑھنے سے روکا گیا- غرض روزانہ نئے ستم ایجاد کئے گئے لیکن استقامت کے شہزادوں نے اذیتوں کے سارے پتھر اپنے پائے استقامت سے روند ڈالے اور توحید کا پرچم سربلند رکھا پس خدا نے ان کے نام زندۂ جاوید کردیئے-

حضرت عمارؓ کے والد یاسرؓ یمن سے آکر مکہ میں آباد ہوئے تھے اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی حضرت سمیہؓ کی شادی اُن کے ساتھ کردی تھی- یہ خاندان ابتدا میں ہی مسلمان ہوگیا اور بنو مخزوم نے ان پر ظلم وبربریت کی انتہا کردی- حتی کہ ابوجہل نے حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر ان کو شہید کردیا- یہ اسلام میں پہلی شہادت تھی- حضرت یاسرؓ بھی جلد ہی انتقال کرگئے اور حضرت عمارؓ ایک لمبے عرصہ تک کفار کے مظالم کا نشانہ بنائے جاتے رہے- قریش آپؓ کو انگاروں پر لٹادیتے اور پانی میں غوطے دیتے لیکن آپؓ کے ایمان میں کوئی لغزش نہ آئی-

غزوہ احد کے قریب دس صحابہ کو ظالمانہ طور پر شہید کیا گیا جن میں سے ایک حضرت خبیبؓ نے شہادت سے قبل دو نفل ادا کئے اور یہ شعر پڑھے کہ "جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں- میری یہ سب قربانی اللہ کی رضا کے لئے ہے وہ اگر چاہے گا تو میرے ریزہ ریزہ اعضاء میں بھی برکت ڈال دے گا"- اسی زمانہ میں ستر صحابہ کو دھوکہ سے تبلیغ کے بہانے بلاکر انتہائی سفاکی سے شہید کردیا گیا- اُن کے سردار حضرت حرامؓ بن ملحان کو جب پشت کی طرف سے نیزہ مارا گیا تو انہوں نے خون سے چلو بھر کر اپنے منہ اور سر پر پھیر کر فرمایا "ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا"-

حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی کو ۹ھ میں ایک بدبخت نے اس وقت تیر سے شہید کردیا جب وہ اپنے گھر میں فجر کے وقت اذان دے رہے تھے- حضرت فروہؓ بن عمرو فلسطین کے علاقہ میں قیصر روم کے عامل تھے- جب مسلمان ہوئے تو قیصر نے انہیں واپس بلاکر قید کردیا اور پھر صلیب دے کر شہید کردیا- حضرت حبیبؓ بن زید کو مسیلمہ کذاب نے اپنی بغاوت کے زمانہ میں پکڑ لیا اور اُن کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کردیا-

حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے تو مشرکین نے انہیں مارنا شروع کیا- بدبخت عتبہ بن ربیعہ نے اپنے جوتے سے چہرے پر اتنے وار کئے کہ چہرہ پہچانا نہ جاتا تھا- جب آپؓ کی تبلیغ سے حضرت طلحہؓ بھی مسلمان ہوگئے تو نوفل بن خویلد نے دونوں کو پکڑ کر ایک رسی میں بندھوادیا اور تکالیف پہنچائیں- ایک صحابی کا بیان ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت طلحہؓ کے ہاتھ گردن میں باندھ کر کچھ لوگ انہیں کھینچے پھرتے ہیں اور اُن کی والدہ اُن کے پیچھے غراتی اور گالیاں دیتی ہوئی چلی جاتی ہے- حضرت عمر کے بہنوئی حضرت سعیدؓ بن زید ایمان لائے تو آپ انہیں رسیوں سے باندھ دیتے تھے- حضرت عمرؓ جیسے جری شخص کو بھی مسلمان ہونے پر مسجد حرام میں پیٹا گیا- حضرت زبیرؓ بن عوام اسلام لائے تو آپؓ کی عمر آٹھ برس تھی- آپ کا چچا آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر لٹکا دیتا اور نیچے آگ جلاکر دھواں دیتا- حضرت سعدؓ بن عبادہ مسلمان ہوئے تو دشمنوں نے ان کے ہاتھ گردن سے باندھ کر زدوکوب کیا، بال کھینچے اور گھسیٹتے ہوئے مکہ میں لائے- حضرت عثمانؓ بن مظعون نے اسلام قبول کیا تو ایک مشرک نے اُن کی آنکھ پر مکہ مار کر ڈیلہ باہر نکال دیا- حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو خانہ کعبہ میں قرآن پڑھنے پر اتنا مارا گیا کہ چہرے پر نشان پڑگئے- حضرت ابوذرؓ غفاری کو مسجد حرام میں اتنا پیٹا گیا کہ وہ لہولہان ہوکر بیہوش ہوگئے-

آنحضرتﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت ھبار بن اسود نے نیزہ مار کر گرادیا جس سے اُن کا حمل ساقط ہوگیا- حضرت بلالؓ کو کفار مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے، ان کا آقا امیہ بن خلف تپتی دوپہر میں انہیں ریت پر لٹاکر سینہ پر پتھر رکھ دیتا- حضرت خبابؓ کی مالکن ام انمار لوہا گرم کرکے آپؓ کے سر پر رکھ دیتی- آپؓ نے آنحضورﷺ سے اُس کی شکایت کی تو اُس کے سر میں ایک بیماری ہوگئی اور آپؓ نے اُس کے مظالم سے نجات پائی-

صفوان بن امیہ کے غلام حضرت ابوفکیہہؓ اسلام لائے تو وہ اور اُس کا بھائی آپؓ کو رسی سے باندھ کر گرم پتھروں پر گھسیٹتے اور گلا گھونٹتے- باقی قبیلہ بھی اُن پر اتنے ظلم کرتا کہ آپؓ اپنے حواس کھو بیٹھتے-

آخر کفار مکہ نے ۷ نبوی میں ایک معاہدہ لکھ کر مسلمانوں کا معاشرتی بائیکاٹ کردیا اور انہیں شعب ابی طالب نامی ایک گھاٹی میں محصور کردیا- اس دوران صحابہؓ نے بعض اوقات درختوں کے پتے کھاکر گزارہ کیا- حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میرے پاؤں کے نیچے کوئی چیز آئی جو تر اور نرم معلوم ہوتی تھی، میری بھوک کا یہ عالم تھا کہ میں نے فوراً اُسے نگل لیا اور آج تک مجھے پتہ نہیں کہ وہ کیا چیز تھی- ایک دوسرے موقعہ پر اُنہیں سوکھا ہوا چمڑا مل گیا جسے وہ پانی میں نرم کرکے بھون کر کھاگئے-

حضرت عثمانؓ ایمان لائے تو آپؓ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپؓ کو پکڑ کر باندھ دیا- حضرت مصعبؓ بن عمیر مسلمان ہوئے تو آپؓ کو قید کردیا گیا، آخر آپؓ نے حبشہ کی راہ لی- حضرت خالدؓ بن سعید ایک خواب کی بنا پر اسلام لے آئے تو آپ کے والد نے انہیں شدید زدوکوب کیا اور ایک کوڑے سے اُن کے سر پر اتنی ضربیں لگائیں کہ کوڑا ٹوٹ گیا پھر انہیں بھوکا پیاسا قید کردیا جہاں سے تین دن کے بعد یہ موقع پاکر فرار ہوگئے اور حبشہ ہجرت کرگئے- عیاشؓ بن ابی ربیعہ مسلمان ہوئے تو ابوجہل اور حارث بن ھشام نے انہیں پکڑ کر قید کردیا- پھر ان کے ساتھ ہی حضرت سلمہؓ بن ھشام اور حضرت ولید (خالد بن ولید کے بھائی) کو بھی قید کردیا گیا- ولیدؓ کسی طرح فرار ہوگئے اور پھر آنحضرتﷺ کے ارشاد پر خفیہ طور پر دونوں قیدی ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ چلے گئے-

قریش کے سردار سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندلؓ مسلمان ہوئے تو سہیل نے انہیں کئی برس تک بیڑیاں پہنا کر قید میں رکھا- حتی کہ صلح حدیبیہ کے وقت وہ فرار ہوئے لیکن پھر آنحضورﷺ کے حکم پر دوبارہ مصائب میں گرفتار ہوئے لیکن پائے ثبات میں لغزش نہ آئی-

ایک اور صحابی رسولﷺ حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کا ایمان افروز واقعہ بھی اپنے اندر ایک عجب شان رکھتا ہے- آپؓ کو حضرت عمرؓ کے دور میں رومیوں نے گرفتار کرلیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا- بادشاہ نے عیسائی ہونے کے لئے پہلے کئی قسم کا لالچ دیا اور پھر کئی طرح سے موت کی دھمکی دی- آپؓ کو خوفزدہ کرنے کے لئے جسمانی تکلیف بھی دی اور آپؓ کی آنکھوں کے سامنے دوسرے مسلمانوں کو بھی اذیت پہنچائی لیکن جب آپؓ کی استقامت دیکھی تو آپؓ کی نظروں کے سامنے ابلتے ہوئے پانی کی دیگ میں ایک مسلمان کو پھنکوا کر شہید کردیا اور پھر آپؓ کو عیسائیت کی دعوت دی لیکن انکار کرنے پر آپؓ کو بھی دیگ میں پھینکنے کا حکم دیا- جب آپؓ کو دیگ کی طرف لے جایا جارہا تھا تو آپؓ کے آنسو نکل آئے- بادشاہ نے سمجھا کہ شاید موت سے خوفزدہ ہیں چنانچہ اُس نے پھر عیسائیت کا پیغام پیش کیا لیکن آپؓ نے اپنے آنسوؤں کی وجہ یوں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے سوچا کہ ابھی مجھے دیگ میں ڈال دیا جائے گا اور میری ایک ہی جان ہے جو چلی جائے گی جبکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ میرے جسم کے بالوں کی تعداد کے برابر میری جانیں ہوتیں جو سب راہِ خدا میں آگ میں ڈال دی جاتیں-...... بالآخر بادشاہ نے کہا اگر تم میرے سر کو بوسہ دو گے تو میں تمہیں آزاد کردوں گا- اس پر حضرت عبداللہؓ نے تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی کا وعدہ لیا اور سوچا کہ اس کے سر کو بوسہ دینے سے اگر سب کو رہائی نصیب ہوتی ہے تو کیا حرج ہے- چنانچہ تمام قیدی رہا ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے- حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ عبداللہؓ بن حذافہ کے سر کو بوسہ دے اور اس کا آغاز میں کرتا ہوں-

ایسے مصائب کے زمانہ میں بعض ایسے معجزات بھی ہوئے جن کی وجہ سے مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے والے مشرکین کے دل کی کایا پلٹ گئی- حضرت ابوامامہؓ اپنی قوم کو تبلیغ کر رہے تھے اور قوم انکاری تھی- اس موقع پر انہیں سخت پیاس لگی- قوم نے انہیں پانی پلانے سے انکار کردیا- آپؓ سخت گرمی میں پتھروں پر لیٹ گئے اور بعید نہیں تھا کہ شدت پیاس سے آپکی جان نکل جاتی کہ ایک آدمی نے خواب میں آپؓ کو نہایت لذیذ پانی پلایا اور یہ معجزہ ساری قوم کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنا- اسی طرح ایک صحابیہ حضرت امّ شریکؓ کو تبلیغ کے

بقیہ صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

MTV Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

11/09/98 - 17/09/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

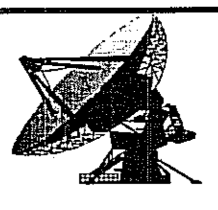

Friday 11th September
19 Jama- diul Awal

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children Corner: Yassarnul Quran Class, No.17 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 308 Rec:31.07.97 (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.20 Quiz Programme:History of Ahmadiyyat Part No. 57
02.55 Urdu Class: Session No. 293 (R)
04.00 Learning Arabic: Lesson No.9
04.20 MTA Variety: A programme with Sohail Shouq Sb.
04.50 Homeopathy Class: Lesson No. 160 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.45 Children's Yassarnal Quran No. 17
07.00 Pushto Items: Speech by Arshad Ahmad Khan Sb. 'New World Order Jam'ati Ahmadiyya'
08.00 Tabarrukaat: Speech by Maulana Abul Ata Sahib, J/S Rabwah 1963
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.308 (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.55 Urdu Class: Session No.293 (R)
11.05 Computers for Everyone: Part 75
11.40 Bengali Service
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Nazm, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV LIVE From Fazl Mosque, London
14.05 Documentary: Exhibition of Khilafat Library, Rabwah
14.35 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat with Huzoor. (New)
15.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 309 With Imam Sb
16.50 Friday Sermon. Rec: 11.09.98 (R)
18.00 Tilawat, Seerat un Nabi.
18.30 Urdu Class (New): Rec: 09.09.98
19.35 German Service: Wilkommen in Deutschland, Die Kleine Welt der Talente.
20.35 Children's Class: Mulaqat with Huzoor. Class No.106, Pt 2
21.05 Medical Matters: 'Liver'
21.35 Friday Sermon. Rec:11.09.98 (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat with Huzoor. (New)

Saturday 12th September 1998
20 Jama- diul - Awal

00.05 Tilawat, Dars Hadith, News
00.35 Children's Corner: No.106, Pt2 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 309 (R) With Imam Sb
02.10 Friday Sermon. Rec:11.09.98 (R)
03.10 Urdu Class (New): Rec:11.09.98 (R)
04.15 Computers For Everyone: No. 75
04.55 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat with Huzoor. (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: No. 106, Pt2 (R)
07.15 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor. Rec: 27.01.95
08.20 Dars Malfoozat in Saraiky
08.40 Medical Matters: 'Liver' (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.309 (R) With Imam Sb
10.10 Urdu Class (New): Rec:11.09.98 (R)
11.15 MTA Variety: A meeting with a Jama'at member.
11.40 Documentary: Tourism in China
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Danish: Lesson No. 7
13.05 Indonesian Hour: Children's Class
13.50 Bengali Service: Jihad against social evils, Beliefs of Ahmadiyyat, More...
14.50 Children's Class: Rec:12.09.98 (New)
15.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 310 With Imam Sb
17.15 Al Tafseer- ul -Kabeer
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class (New): Rec: 11.09.98 (R)
19.35 German Service: Sport, der disksssionskries, (Hadhrat Mubarika Begum)
20.35 Children's Corner: Qur'an Quiz, Part 21
21.00 Q/A Session with Huzoor and participants of a Health Forum at Mahmoud Hall, London. Rec: 22.02.98
22.00 Children's Class: Rec:12.09.98 (R)
23.05 Learning Danish: Lesson No.7 (R)
23.30 MTA Variety: Speech by Maulana Mubashir A. Kaloon Sb.

Sunday 13th September 1998
21 Jama - diul - Awal

00.05 Tilawat, Dars Hadith, News
00.35 Children's Corner: Quiz, No.21 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.310 (R) With Imam Sb
02.15 Friday Sermon. Rec:11.09.98 (R)
03.20 Urdu Class (New): Rec: 11.09.98 (R)
04.25 Learning Danish: Lesson No.7 (R)
04.50 Children's Class. Rec:12.09.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat-un Nabi, News
06.55 Children's Corner. Quran Quiz, No. 21 (R)
07.20 Friday Sermon. Rec: 11.09.98 (R)
08.25 Q/A Session with Huzoor and Health Forum Participants (R)
09.25 MTA Variety: Speech (R)
09.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.310 (R)
10.50 Urdu Class (New). Rec:11.09.98 (R)
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Chinese: Lesson No. 95
13.05 Indonesian Hour: Quiz Basyarat
14.15 Bengali Service: Quiz, Nazm, More..
15.15 Mulaqat with Huzoor and English Speaking friends. Rec: 13.09.98
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.311
17.20 Albanian Programme: Q/A Session with Huzoor. Rec: 09.09.95
18.05 Tilawat, Seerat-un Nabi
18.40 Urdu Class (New): Rec: 12.09.98
19.45 German Service: Ihre Fraggen, Zick Zack
20.45 Children's Corner: Workshop, Pt 2
21.10 Dars Ul Qur'an: No. 5, Rec: 05.01.98
22.25 MTA Variety: Speech
23.10 Learning Chinese: Lesson No. 95 (R)

Monday 14th September 1998
22 Jama - diul - Awal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Workshop No.2
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.311 (R)
02.15 MTA USA: Q/A with Huzoor and Khuddam - Part 1. Rec: 20.10.94
03.10 Urdu Class (New): Rec: 12.09.98
04.15 Learning Chinese: Lesson No. 95 (R)
04.45 Mulaqat with Huzoor and Somali friends. Rec:13.09.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner: Workshop No.2
07.10 Darsul Quran: No.5 Rec:05.01.98
08.25 MTA Variety: Speech (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.311 (R)
10.10 Urdu Class(New). Rec:12.09.98
11.20 MTA Sports: From Rabwah, 1996
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson No.73
13.10 Indonesian Hour: Belajar Bhs, More
14.10 Bengali Programme: A sitting with a new Ahmadi couple, More...
15.10 Homeopathy Class: No. 161
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 312
17.20 Turkish Programme: Yayan Lrimiz
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Class: No.107, Pt 1
21.05 Rohani Khazaine
22.05 Homoeopathy Class: No. 161 (R)
23.15 Learning Norwegian: Lesson No.73

Tuesday 15th September 1998
23 Jama - diul - Awal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Class: No. 107, Pt 1 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.312 (R)
02.25 MTA Sports: From Rabwah, 1996
03.05 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.10 Learning Norwegian: Lesson No.73
04.50 Homoeopathy Class: No. 161 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: No. 107, Pt 1 (R)
07.20 Pushto Programmes: F/S Rec: 14.03.97
08.25 Rohani Khazaine
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 312 (R)
10.15 Urdu Class: With Huzoor (R)
11.35 Medical Matters: A discussion.
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No. 5
13.05 Indonesian Hour: F/S of Huzoor Rec: 19.09.97
14.10 Bengali Service: A sitting with a New York Jam'at member.
15.10 Tarjumatul Quran Class (New): Rec.15.09.98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.313 Rec: 03.09.97
17.15 Norwegian Programme: (Part 5)The Philosophy of the teachings of Islam
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.40 German Service
20.40 Children's Yassarnul Quran No. 18
20.55 Childrens Corner: Various Items
21.30 Hamari Kaenat: No. 140
21.55 Tarjumatul Quran Class (New) (R)
23.00 Learning French: Lesson No.5 (R)
23.35 MTA Variety: Lajna Discussion

Wednesday 16th September 1998
24 Jama- diul- Awal

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Yassarnul Quran No. 18
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.313 (R)
02.05 Medical Matters: A Discussion (R)
02.30 Children's Corner: Various Items.
03.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.10 Learning French: Lesson No. 5 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 15.09.98 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Yassarnul Quran: No. 18
07.05 Swahili Programme: Pt 2
08.00 Hamari Kaenat: No. 140 (R)
08.25 MTA Variety: Seerat Hadhrat Mir Muhammad Ashaq Sb. (R.A.)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.313 (R)
10.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
11.00 MTA Variety: Durr-e Sameen, Pt 6
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No. 5
13.10 Indonesian Hour: Darsul Qur'an, Bahtera Kishti Nuh, More........
14.10 Bengali Service: F/S by Huzoor Rec: 23.03.98
15.15 Tarjumatul Quran Class (New) Rec: 16.09.98
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.314
17.20 French Children's Class: Part 11
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Class No.108, Pt1
21.10 MTA Lifestyle: Lajna Magazine, P17
22.00 Tarjumatul Quran Class (New) Rec: 16.09.98 (R)
23.05 Learning German: Lesson No. 5 (R)

Thursday 17th September 1998
25 Jama - diul -Awal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner: No. 108, Pt 1 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.314 (R)
02.05 Canadian Programme: Majlis-E-Irfan with Huzoor,Pt 2 Rec:25.06.97
03.10 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.15 Learning German: Lesson No.5 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class (New) Rec: 16.09.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner: No.108, Pt 1 (R)
07.20 Sindhi Programme: F/S with Huzoor Rec: 16.08.96
08.25 MTA Lifestyle: Lajna Item, Pt17 (R)
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.314 (R)
10.05 Urdu Class: With Huzoor (R)
11.10 History of Ahmadiyyat, Part No. 58
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic : Lesson No.10
12.50 Indonesian Hour: Malfoozat, Sinar Islam, More....
13.50 Bengali Service: Seerat-un Nabi Quiz, Nazm, More....
15.00 Homoeopathy Class: No. 162
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.315 Rec:16.06.97
17.10 Swedish Programme:'Stone Festival'
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.35 Urdu Class: With Huzoor
19.40 German Service
20.40 Children's Yassarnal Quran: No. 19
20.55 From the Archives: Hadhrat Abul Ata Sb, J/S Rabwah, 1968
22.00 Homoeopathy Class: Session No.162
22.50 Learning Arabic: Lesson No. 10 (R)
22.25 MTA Variety

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:

English: 7.02 mhz
Arabic: 7.20 mhz
Bengali: 7.38 mhz
French: 7.56 mhz
German: 7.74 mhz
Indonesian/ Russian: 7.92 mhz
Turkish: 8.10 mhz

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, September 11, 1998 No. 37

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

پاکستان میں بریلوی مہدی "گوہر شاہی" کا ظہور اور اس کی دلچسپ روحانی تعلیمات

عمل پیرا ہونے والے مسلمان "ولی"، سکھ "گرو" اور عیسائی "سینٹ" کہلائیں گے

الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کے لئے یہ انکشاف یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا کہ رسالہ "گوہر" 1997-98 حیدر آباد سندھ کی طرف سے "جشن گیارھویں شریف" کے موقع پر یہ اطلاع عام دی گئی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پاکستان میں تشریف لا چکے ہیں۔ ان کا نام "حضرت ریاض احمد گوہر شاہی" ہے۔ (صفحہ ۴۲)

ادارتی نوٹ میں ان کے عقیدت مند جناب سید ظفر کاظمی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ آپ "دنیا بھر میں پیغام روحانیت عام فرما رہے ہیں جس سے متاثر ہو کر یورپ، امریکہ اور ایشیا کے بے شمار لوگ بلا تفریق مذہب و نسل روحانیت کے پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں"۔

یہ "پیغام روحانیت" کیا ہے؟ اس کی تفصیلات گوہر شاہی مہدی ہی کے قلم سے پیش خدمت ہیں۔ پڑھئے اور سر دھنئے اور اس "ذات شریف" کا کمال دیکھئے کہ قرآن مجید توڈنکے کی چوٹ چودہ سو سال سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ "مَن يَّبْتَغِ غَيْرَ الاِسلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الخٰسِرِينَ"۔ (آل عمران: ۸۶)

جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا۔

مگر اس کے برعکس گوہر شاہی مہدی صاحب دنیا بھر کے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت نہیں دیتے بلکہ یقین دلاتے ہیں کہ "ان کی روحانی تعلیمات" پر کاربند ہو کر وہ سب خدا کی محبت اور عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔

بہرکیف مہدی گوہر شاہی صاحب کی روحانی تعلیمات ملاحظہ ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ "روحانی تعلیمات" نہ تو قرآن پر مبنی ہیں اور نہ ہی سنت رسول میں ان کا کوئی ذکر ملتا ہے۔ بلکہ ان کے برخلاف بالکل ایک نیا دین پیش کیا جا رہا ہے۔ لکھا ہے:

"ایک ایسی کامل روحانی ذات گرامی جنہوں نے لاکھوں قلوب کو ہدایت عطا فرمائی ان کی روحانی طاقت سے آج لاکھوں لوگ راہ حق کی طرف گامزن ہو رہے ہیں۔

فرمان گوہر شاہی:

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج علم روحانیت لوگوں کے دلوں سے محو ہو چکا ہے اور لوگوں نے اس کی تلاش اور جستجو بھی ترک کر دی ہے۔ نہ ہی کوئی اس کو جاننے کی کوئی علمی کوشش کر رہے ہیں اور نہ ہی اس کی جستجو۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان اپنے خالق و مالک یعنی اللہ کی ذات سے دور ہو چکا ہے۔ یہ اللہ کا حکم بھی ہے اور میری شدید خواہش کہ میں اللہ کی مخلوق میں بیداری پیدا کروں تاکہ وہ جانیں اور سمجھ سکیں اور انہیں یقین آجائے کہ آج بھی علم روحانیت موجود ہے۔ اب جو لوگ اپنے اندر یعنی باطن کی صفائی چاہتے ہیں اور اپنے سینوں کو معرفت سے منور کرنا چاہتے ہیں وہ لوگ اس علم کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں تاکہ وہ اللہ سے محبت اور دوستی کر سکیں۔

یہاں پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں کسی بھی مذہب کا پرچار نہیں کرنا چاہتا، نہ ہی کسی مذہب کی تبلیغ کر رہا ہوں بلکہ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ لوگ اس علم روحانیت کو حاصل کریں جس کی عملی تربیت حاصل کرنے کے بعد بھی آپ اللہ کی محبت حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح اللہ کے نور سے مذہب کی پہچان بھی ہو سکے گی۔ پھر اندر یعنی باطن کی صفائی اور باطن کے نور سے آپ اللہ کے قریب ہو جائیں گے۔ میری قطعاً کوئی خواہش نہیں کہ لوگوں کی توجہ اپنی ذات کی طرف مبذول کراؤں بلکہ میری خواہش اور مقصد جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا صرف یہی ہے کہ لوگوں کو اس بھولے بسرے علم روحانیت کی طرف لے جاؤں۔ آپ کو جہاں سے بھی یہ علم حاصل ہو آپ یہ علم حاصل کریں۔ آپ اللہ کو کسی نام سے بھی پکار سکتے ہیں۔ خواہ خدا کہو، رب، اوم، اک، اونکریا اپنی زبان میں کسی بھی نام سے پکاریں مگر اللہ کا خاص اور ذاتی نام صرف اللہ ہے جو کہ سریانی زبان میں ہے۔ یہ وہ زبان ہے کہ جس میں اللہ اپنے فرشتوں سے گفتگو فرماتا ہے۔ اللہ کا نام ظہور اسلام سے بہت پہلے ملتا ہے۔ یہ نام صرف مسلمانوں اور قرآن تک محدود نہیں۔ اللہ کا نام حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کی ولادت سے بہت پہلے بھی تھا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے والد گرامی کا نام عبداللہؓ ہے۔ اللہ کا نام بہت قدیم ہے اور ازل سے موجود ہے۔ بہت سے جلیل القدر انبیاء اکرام کے صحیفہ آسمانی میں یہ نام موجود ہے۔ مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتابوں میں اللہ کا نام موجود ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ آپ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں بلکہ میری غرض و غایت ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ آپ کا کوئی مذہب ہو اور آپ میں اللہ کی محبت موجود ہو مگر آپ میں اللہ کی محبت نہ ہو اور آپ کسی مذہب کو مانتے ہیں تو یہ بہتر نہیں ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ میں اللہ کی محبت ہو خواہ آپ کسی مذہب میں نہ ہوں۔ آپ صرف زبانی اقرار سے اللہ سے محبت نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے آپ کے قلب کی تصدیق ضروری ہے۔ اللہ کی محبت قلب انسانی میں پیدا ہوتی ہے اور موجود رہتی ہے اس کے لئے اس روحانی طریقہ کی عملی تربیت ضروری ہے۔ تاکہ آپ کا قلب اللہ کے ذکر سے جاری و ساری ہو جائے۔ انسانی دل تقریباً چھ ہزار مرتبہ ایک گھنٹے میں دھڑکتا ہے۔ اس طرح چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ مرتبہ دھڑکتا ہے چاہے آپ حالت بیداری میں ہوں یا محو استراحت ہوں اس روحانی علم کے علمی مظاہرے ہی سے آپ اللہ کی رضا سے اپنے دل کی خالی دھڑکن کو اللہ اللہ میں بدل سکتے ہیں ایک بار اس طریقے پر عمل ہو گیا تو آپ خود ۲۴ گھنٹے یہ محسوس کریں گے کہ آپ کا قلب اللہ اللہ کر رہا ہے۔

"طریقہ کار"۔

۱۔ سفید سادہ کاغذ پر سیاہ روشنائی سے خوبصورت اللہ لکھیں اور جتنا زیادہ ممکن ہو اس لفظ کو دیکھیں۔

۲۔ ایک چھوٹے بلب پر پیلی سیاہی سے "اللہ" لکھیں اور رات سونے سے پہلے کچھ دیر اس کو بغور دیکھیں اس عمل کو کرنے کے کچھ دن بعد ہی آپ دیکھیں گے کہ اللہ کا نام آپ کی آنکھوں میں جھلملا رہا ہے۔ اب آپ بلب یا لکھے ہوئے اللہ کے نام کو دیکھنا بند کر دیں۔ اب اس نام اللہ کو بہت توجہ اور ارتکاز سے کوشش کریں کہ یہ نام آپ کو اپنے دل پر نظر آجائے۔ جب آپ اپنے دل پر یہ اسم اللہ لکھا دیکھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی ہے۔

۳۔ اپنے دل کی دھڑکن کے ساتھ آپ پوری توجہ سے دل میں اللہ اللہ پڑھیں۔ اس طریقہ کے عملی نمونہ سے کچھ ہی دنوں میں آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا دل صرف دھڑک ہی نہیں رہا بلکہ اب وہ اللہ کے نام سے گونج رہا ہے۔

۴۔ رات کو سونے سے پہلے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے کچھ دیر تک اپنے دل کے مقام پر اللہ لکھیں اور لکھتے وقت تصور کریں کہ آپ کا پیرو مرشد امام روحانی استاد گرو جو بھی آپ کے مذہب میں ہو یا کوئی بھی ایسا شخص جس پر آپ کو اعتماد ہو وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے اور اللہ لکھ رہا ہے۔ اب جو بھی ہستی آپ کے سامنے آئے وہ ہی ہستی اللہ کی طرف سے آپ کی رہنمائی کے لئے بھیجی گئی ہے اب اپنی روحانی ترقی کے لئے آپ اس ہستی کو تلاش کریں جو آپ کے سامنے آئی تھی۔ اگر آپ کے سامنے کوئی نہیں آئے تو تصور کریں کہ میں (ریاض احمد گوہر شاہی) آپ مجھ سے رابطہ کریں۔

۵۔ کبھی کبھی اپنا ہاتھ اپنی نبض یا دل پر رکھیں۔ اپنے دل کی دھڑکن یا نبض کے ساتھ زبانی اور دل ہی دل میں اللہ اللہ ملائیں۔

۶۔ کسی بھی قسم کی ایسی مشقت یا ورزش کریں جس سے آپ کے دل کی دھڑکن بڑھ جائے۔ جب ایسا ہو جائے تو ورزش یا مشقت بند کر دیں اور اپنے دل کی دھڑکنوں کو اللہ اللہ میں ملائیں۔ کچھ لوگ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رقص کرتے ہیں تاکہ ان کے دل کی دھڑکنیں نمایاں ہو جائیں۔ اور ساتھ ہی زبان سے اللہ اللہ کرتے ہیں یہ بہت اہم بات ہے کہ آپ اللہ کے نام کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کریں تاکہ وہ آپ کے خون میں رچ بس جائے۔ افریقہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو زبان سے اللہ اللہ پڑھتے ہیں پھر پانی پر پھونک کر پی لیتے ہیں۔ یہ پانی ان کے معدہ تک تو پہنچ جاتا ہے مگر خون تک نہیں پہنچ پاتا۔ اس طرح کچھ لوگ اپنی ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ ان کے پھیپھڑوں تک جاتا ہے مگر خون تک نہیں اور کچھ لوگ صرف زبان سے اللہ اللہ کرتے ہیں۔ اللہ کے نام اور خون کے امتزاج کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے دل کی دھڑکنیں اللہ اللہ میں بدل جائیں۔ جیسے یہ دل دھڑکے گا خون کے ذریعے اللہ کا نام جسم کے ہر حصے تک پہنچ جائے گا بالآخر یہ نام روح اور ایسی کئی دوسری روحانی مخلوقات تک پہنچ جائے گا جو ہر شخص کے اندر موجود ہیں پھر وہ مخلوقیں بیدار ہو جائیں گی اور وہ سب اللہ کا ذکر کریں گی۔ جب آپ دو پتھروں کو رگڑیں گے تو ایک چمک پیدا ہوگی اس طریقہ پر بجلی پیدا کرنے کے لئے پانی کو استعمال کرایا جاتا ہے۔ اللہ اللہ کی تسبیح پڑھنے یا زبان سے تکرار کرنے سے نور پیدا ہوگا اور اس نور سے محبت بھی ہوگی۔ یہ نور آپ کے ہاتھوں چہروں اور دوسری جگہوں پر نمایاں ہوگا سوائے اس جگہ کے جہاں اس کو ہونا

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔